ادار یہ

مجلّہ ’’اردو‘‘ کے سو برس

مجلّہ ’’اردو‘‘ کے سو برس (۱۹۲۱ء تا ۲۰۲۱ء) کو اردو زبان کے عہدِ زرّیں سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ بالخصوص ۱۹۲۱ء تا ۱۹۶۱ء، ان چالیس برسوں میں مولوی عبدالحق براہِ راست مجلّہ ’’اردو‘‘ کے کرتا دھرتا تھے جب کہ بقیہ ساٹھ برس اہلِ دانش و بینش کی یادگار ہیں۔ دسمبر ۲۰۲۱ء کا شمارہ پیشِ خدمت ہے۔ اس شمارے کا آغاز راقم کے اداریہ نما اداریے سے ہو رہا ہے جس میں مجلّہ ’’اردو‘‘ کا مختصر احوال ملاحظہ فرمائیں۔

سیّد علی بلگرامی نے ۱۹۱۲ء میں گستاؤلی بان کی فرانسیسی میں شائع ہونے والی کتاب کا ’’تمدن ہند‘‘ کے نام سے ترجمہ کیا۔ اس کتاب کا سالِ تصنیف ۱۸۶۲ء ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ جب ہندوستان میں ۵۶۰ زبانیں بولی جارہی تھیں۔ جن میں سب سے زیادہ بولی جانے والی اردو آٹھ کروڑ، پچیس لاکھ اکثریت کی زبان تھی۔

اردو زبان میری زبان آپ کی زبان
یہ پاک و ہند گویا ہیں اردو کا اک جہان

۱۹۱۲ء میں ہی مولوی عبدالحق کو انجمن ترقی اردو کے چوتھے معتمد اعزازی ہونے کا شرف حاصل ہوا بعد ازاں ۱۹۲۱ء میں انھوں نے اورنگ آباد سے سہ ماہی ’’اردو‘‘ جاری کیا۔ جس میں زبان و ادب کے مختلف شعبوں اور پہلوؤں پر بحث کی جاتی تھی۔ ابتدا میں اس رسالے نے انجمن ترقی اردو کی ترجمانی کے فرائض بھی انجام دیے اور ساتھ ساتھ علمی، تحقیقی مضامین اور اعلیٰ پائے کی انشا چھاپنے کا کام بھی کیا۔ اس رسالے کا حجم کم سے کم ۱۵۰/ اور زیادہ سے زیادہ ۲۰۰ صفحات پر مشتمل رکھا گیا۔ اس کی قیمت آٹھ روپے بارہ آنے سالانہ مع محصول ڈاک مقرر ہوئی اور ارکانِ انجمن ترقی اردو کے لیے سات روپے چار آنے قیمت رکھی گئی۔ یہ رسالہ باہتمام محمد مقتدی خاں شیروانی مسلم یونی ورسٹی انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڑھ سے چھپتا تھا اور وہیں سے شائع ہوتا تھا۔

سہ ماہی ’’اردو‘‘ ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۸ء تک اورنگ آباد میں ہی رہا، کیوں کہ انجمن کا دفتر وہیں تھا۔ ۱۹۳۹ء میں دلّی آگیا اور ۱۹۴۸ء تک یہاں رہا۔ یہ زمانہ بہت افراتفری کا تھا، جب مولوی صاحب کراچی آگئے تو انجمن کا کام شروع کیا۔ اُنھوں نے پہلی ترجیح کے طور پر ۱۹۴۹ء کے وسط میں ’’اردو‘‘ کو جاری کیا اور نامساعد حالات کے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

باوجود جاری رکھا۔ ۱۹۶۱ء میں بابائے اردو کے انتقال کے بعد نئی منتظمہ کے صدر اختر حسین بنے اور معتمد اعزازی جمیل الدین عالی۔ اس دوران اردو کی کمی مستقل محسوس ہو رہی تھی۔ ۱۹۶۶ء سے سہ ماہی ''اردو'' پھر سے جاری ہوا۔

اپریل ۱۹۲۱ء، جلد اوّل، حصہ دوم۔ اس رسالے کے اہم مضامین میں مولوی عبدالحق کا مضمون ''مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر''، مولوی سید وحیدالدین سلیم کا ''اصول وضع اصطلاحات''، ''یونانی علم و ادب (۲)، مولوی سید ہاشمی فرید آبادی کا قسط وار مضمون، ''ترجمہ اصطلاحاتِ علمیہ'' مولوی عبدالحق، ''حضرت امیر خسرو کے کلام میں ہندی الفاظ'' سید افتخار عالم صاحب مارہروی، ''انگریزی الفاظ کی تذکیر و تانیث'' مولوی نعیم الرحمٰن صاحب، ''کلام غالب کی بعض خصوصیات'' مولوی محمد مہدی صاحب وغیرہ شامل ہیں۔ اس شمارے میں ۱۹۲۰ء کی مختصر سالانہ رپورٹ انجمن ترقی اردو شامل کی گئی، اس رپورٹ میں چھپنے والی کتب اور زیر طبع کتب کی فہرست بھی موجود ہے۔ چھپنے والی کتاب میں (۱) اصول وضع اصطلاحات علمی (۲) تاریخ ملل قدیم (۳) محاسنِ کلامِ غالب اردو (۴) فلسفہ تعلیم (دوسری بار)، (۵) علم المعیشت (دوسری بار)، (۶) انتخاب کلام میر (دوسری بار) شامل ہیں۔

زیر طبع کتب میں (۱) ''بجلی کے کرشمے'' از مولوی معشوق حسین خاں صاحب بی، اے۔ (۲) ''نفح الطیب'' مترجمہ: مولوی خلیل الرحمٰن صاحب (۳) ''تاریخ ادبیات ایران''۔ جو کتابیں تیار تھیں۔ اُن میں (۱) اصطلاحات اہل حرفہ (۲) تاریخ ایران (۳) تاریخ تمدن یورپ (۴) ادبیات ایران شامل تھیں۔ جو کتابیں زیر تالیف یا زیر ترجمہ تھیں ان میں (۱) علم حشرات الارض (۲) نامہ دانشوراں (۳) انٹلیکچوئل ڈیولپمنٹ آف یورپ (یورپ کی دماغی ترقی)، (۴) نفسیات (۵) تاریخ زبان اردو (۶) تاج خسروی) شامل تھیں۔ اس کے علاوہ عثمانیہ یونی ورسٹی کے لیے انجمن نے جو کتابیں ترجمہ کرائیں یا زیر ترجمہ تھیں (۱) برطانوی ہند، از: لائل، (۲) تاریخ ہندوستان، از: مارشمین، (۳) ڈلہوزی، رولرز آف انڈیا سیریز، (۴) مادھوجی سندھیا، رولرز آف انڈیا سیریز، (۵) تاریخ انقلاب یورپ، از: مورس اسٹیون (۶) عروج فرانس، از: ویکمین (۷) موجودہ یورپ، از: ایلس فلپ (۸) نظام حکومت انگلشیہ، از: ہیج ہارٹ (۹) تاریخ ہند (عہد انگلشیہ)، از: مارشمین (۱۰) امپیریل گزیٹر آف انڈیا (جلد اول، آٹھواں اور نواں باب) شامل ہیں۔ یہ سب انجمن ترقی اردو کی کارکردگی کا حصہ تھیں۔

جولائی ۱۹۲۱ء، جلد اوّل، حصہ سوم۔ اس شمارے میں بھی انتہائی اہم مضامین کو یکجا کیا گیا ہے۔ ''اردو زبان کی ترقی کے متعلق چند خیالات'' ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری، ''شاہنامہ کی نظم کے اسباب اور زمانہ''، محمود خاں شیرانی، ''کلام غالب کی بعض خصوصیات'' مولوی محمد مہدی صاحب، ''ترجمہ اصطلاحات علمیہ'' مولوی عبدالحق، ''تلمیحات'' مولوی سید وحیدالدین سلیم، ''تجویز اصلاح رسم الخط'' مولوی سید ہاشمی فرید آبادی وغیرہ شامل ہیں۔

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

سہ ماہی ''اردو'' جنوری ۱۹۳۴ء کے شمارے میں جو مقالے شائع ہوئے وہ بہت اہم تھے۔ مثلاً مولوی عبدالحق نے ''شیخ ملا نصرتی ملک الشعرا بیجاپور'' شائع کیا۔ جو بعد میں کتابی شکل میں ''نصرتی'' کے نام سے ۱۹۴۴ء میں دہلی سے شائع ہوئی اور پاکستان میں انجمن نے اس کتاب کو ۱۹۶۱ء میں شائع کیا۔ مولوی وحیدالدین سلیم کا مقالہ ''اردو شاعری کا مطالعہ'' اسی طرح محمد مجیب کا مقالہ ''روسی ناول'' (پہلا دور)۔

یہ ابتدا تھی جو ترقی پسند تحریک کے لیے راہ ہموار کر رہی تھی۔ سہ ماہی ''اردو'' میں روسی ادب سے متعلق مضامین کی اشاعت! بابائے اردو کی نگاہِ بصیرت نے محسوس کر لیا تھا کہ جلد اشتراکی رجحانات کے حامیوں کی بڑی تعداد ملک میں موجود ہوگی۔ ''جدید روسی تھیٹر'' جناب مولوی عزیز احمد صاحب کا مضمون ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابائے اردو مستقل روسی ادب سے دلچسپی کے باعث اسے اپنے رسالے میں جگہ دے رہے تھے۔ جبکہ مقالہ بعنوان ''حافظ شیرازی کی زندگی پر نئی روشنی'' بشیر احمد ڈار کا ہے۔

اپریل ۱۹۳۴ء کے شمارے میں ''میرزا غالب کا غیر مطبوعہ خط'' موسومہ نواب انورالدولہ سعدالدین خان بہادر متخلص بہ شفق، تلمیذ حضرت غالب کا ہے۔ اسی طرح مولوی عبدالحق نے ''ولی کے سنہ وفات کی تحقیق'' اہم مضمون ہے۔ رابندرناتھ ٹیگور کو ۱۹۱۳ء میں ادب کا نوبل انعام ملا۔ بعد ازاں 1915ء میں جارج پنجم نے برطانوی حکومت کی طرف سے ٹیگور کو ''سر'' کا خطاب دیا مگر ۱۹۱۹ء میں جلیاں والا باغ کے حادثے کی وجہ سے انھوں نے ''سر'' کا خطاب واپس کر دیا۔ اس رسالے میں ''ٹیگور کے ادبی مضامین'' کے عنوان سے پنڈت ونشی دھر ودیا الکار کا مضمون شامل ہے۔ یہ قسط وار مضمون ہے۔ ٹیگور کے ادبی معرکے کے نام سے کتاب شائع ہو چکی ہے۔ ''ٹیگور کے ادبی مضامین'' کو جمع کر کے شائع کیا جا سکتا ہے۔ یہ ایک علمی و ادبی کام ہوگا۔

خطبات گارساں دتاسی جسے انجمن نے کتابی صورت میں بھی شائع کیا ہے۔ سہ ماہی ''اردو'' کا باقاعدہ سلسلہ رہا ہے۔ ''سودا کی حیات اور کلام کے متعلق غلط فہمیاں اور غلط بیانیاں'' شیخ چاند کا مضمون ہے۔ شیخ چاند کی کتاب ۱۹۳۶ء میں ''سودا'' مقالہ تحقیق شعبہ اردو جامعہ عثمانیہ، (سلسلہ مطبوعات مجلس تحقیقات علمیہ جامعہ عثمانیہ نمبر ۱) ہے۔ غالباً اردو میں جامعہ عثمانیہ کا یہ پہلا مقالہ ہے۔ یہ مضمون اپریل ۱۹۳۴ء کا ہے جب کہ شیخ چاند نے ۱۹۳۰ء میں ایم۔ اے کا امتحان پاس کیا تھا۔ ''تحقیقاتِ علمیہ'' سے درخواستیں طلب کی جا رہی تھیں تو مولوی عبدالحق نے شعبہ اردو کے لیے شیخ چاند کی سفارش کی۔

> شیخ چاند صاحب ایم۔ اے کی درخواست آپ کی خدمت میں مرسل ہے یہ اردو زبان کے متعلق تحقیقی کام کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے مقالے کے لیے میں نے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

''سودا'' کا کلام تجویز کیا ہے۔ ایم۔ اے کے درجے میں جتنے طالب علم ہیں ان سب میں شیخ چاند صاحب اس کام کے لیے نہایت موزوں ہیں۔ سودا کے کلام کے متعلق اب تک کوئی مقالہ یا کتاب تحقیق وتنقید کے اعتبار سے نہیں لکھی گئی۔ یہ کام اگر دو سال میں پورا ہو گیا تو بہت قابلِ قدر ہوگا۔ شیخ چاند صاحب یہ کام میری نگرانی میں کریں گے اور مجھے یقین ہے کہ وہ بہت خوبی اور سلیقے سے انجام دیں گے۔ ان کو ادب سے خاص ذوق ہے اور تحقیقی وتنقیدی صلاحیت رکھتے ہیں۔

سہ ماہی ''اردو'' جنوری ۱۹۳۵ء کے شمارے میں ایک تقریر ''مولانا حالی مرحوم'' کے نام سے شائع ہوئی۔ یہ تقریر بزمِ حالی، عثمانیہ کالج، اورنگ آباد کے جلسہ افتتاح میں ۵ نومبر ۱۹۳۴ء کو مولوی عبدالحق نے پڑھی تھی۔

سہ ماہی ''اردو'' اپریل ۱۹۳۵ء کے شمارے میں ''قاضی نذرالاسلام کی تین نظموں کے ترجمے'' شائع ہوئے ہیں۔ قاضی نذرالاسلام بنگال کے پرجوش اور انقلابی شاعر تھے۔ ہندوستان میں ان جیسا بنگالی زبان کا اور کوئی شاعر نہیں تھا۔ ان کے کلام میں ایک آگ بھری ہوئی تھی۔ جس کے سامنے عامیانہ خیالات اور شاعری کے معمولی مضامین گھاس پھوس معلوم ہوتے تھے۔ ان کی تین نظمیں ''صوراسرافیل''، ''پیامِ شباب'' اور ''یادِایام'' کے نام سے ترجمہ ہوئی ہیں۔ ان نظموں کے مترجم اختر حسین رائے پوری ہیں۔

جولائی ۱۹۳۵ء میں اختر حسین رائے پوری کا مضمون ''ادب اور زندگی'' شائع ہوا۔ بعد میں یہ مضمون اُن کی کتاب ''ادب اور انقلاب'' میں بھی شامل ہوا۔ یہ کتاب ۱۹۴۳ء میں ادارہ اشاعت اردو، حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی۔ اسی شمارے میں ''سائنٹفک سوسائٹی علی گڑھ'' مولوی عبدالحق کا مضمون شائع ہوا۔

اکتوبر ۱۹۳۵ء میں مولوی عبدالحق کا ایک اہم مضمون ''سرسید احمد خان مرحوم کی مجوزہ اردو لغات کا نمونہ'' ہے۔ سرسید احمد خان اردو لٹریچر کی تاریخ یا فہرست چھاپنا چاہتے تھے جس میں تمام کتابیں، مصنف کا حال، تصنیف کا زمانہ، طرز بیان اور مختلف مقامات سے اُس کی عبارت کے چند نمونے اور بعض مضامین کا خلاصہ چاہتے تھا۔ اردو لغات کے لیے انھوں نے چند ورق بطور نمونے کے لکھے۔ جسے علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ نے شائع کیا۔ یہ دونوں کتابیں وہ سائنٹفک سوسائٹی کے لیے لکھنا چاہتے تھے۔

جنوری ۱۹۳۶ء کے شمارے میں ''شاعر'' کے عنوان سے شائع شدہ ولولہ انگیز قطعہ سرمحمد اقبال نے پوئٹری سوسائٹی، حیدرآباد کی درخواست پر اپنے قلم سے لکھ کر ارسال کیا تھا اور جسے انجمن کے جلسے ۲۶ نومبر ۱۹۳۵ء میں پڑھ کر سنایا تھا۔ منتخب اشعار ملاحظہ ہوں:

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

شاعر

تاثیر غلامی سے خودی جس کی ہوئی نرم
اچھی نہیں اس قوم کے حق میں عجمی لے
شیشے کی صراحی ہو کہ مٹی کا سبو ہو
شمشیر کی مانند ہو تیزی میں تری مے
ایسی کوئی دنیا نہیں افلاک کے نیچے
بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تخت جم و کے
ہر لحظہ نیا طور، نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے!

جنوری ۱۹۳۶ء کے شمارے میں بابائے اردو کا دوسرا خطبہ شائع کیا گیا ہے۔ ''خطبہ عبدالحق'' ہندوستانی اکیڈمی، الہ آباد کی منعقدہ کانفرنس کے صدر کی حیثیت سے ۱۲ جنوری ۱۹۳۶ء کو بابائے اردو نے یہ خطبہ پڑھا۔

اکتوبر ۱۹۳۷ء میں سہ ماہی ''اردو'' نے ''مسعود نمبر'' نکالا۔ مسعود مرحوم کے نام سے ڈاکٹر سر محمد اقبال کے اشعار دو صفحات میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ''مرثیہ نواب مسعود جنگ سر سید راس مسعود'' جسے چودھری خوشی محمد ناظر نے لکھا تھا۔ ''مرثیہ سر سید راس مسعود'' جلیل قدوائی صاحب نے لکھا ہے۔ اس کے علاوہ عزیز الدین، سابق وزیر تعلیم بہار و اڑیسہ، سر شیخ عبدالقادر، خواجہ غلام السیدین، ڈاکٹر سید عابد حسین جامعہ ملیہ، مولوی غلام یزدانی صاحب وغیرہ شامل ہیں۔

اکتوبر ۱۹۳۸ء سے سہ ماہی ''اردو'' نئی دہلی سے شائع ہونے لگا۔ دہلی سے شائع ہونے والا پہلا شمارہ ''اقبال نمبر'' تھا۔ جسے رشید احمد۔ ایم۔ اے نے لطیفی پریس دہلی سے چھپوا کر انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی سے شائع کیا۔ اقبال نمبر میں سر تیج بہادر سپرو کا ایک خط بھی موجود ہے جس میں انھوں نے ذکر کیا ہے کہ اُن کے داماد پنڈت چاند نرائن جو پنجاب میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے اور جن کو اقبال سے تلمذ حاصل تھا، انھوں نے کچھ اشعار اقبال کے متعلق لکھے تھے اور مجھے سنائے تھے۔ میں نے اُن سے کہا کہ اپنے استاد کی موجودگی میں اُن اشعار کو پڑھیں۔ انھوں نے علامہ اقبال کو وہ اشعار سنائے جس کی انھوں نے بہت تعریف کی مگر ایک مصرعے میں کچھ اصلاح دی۔ چوتھے شعر کا پہلا مصرع پنڈت چاند نرائن نے حسب ذیل لکھا تھا۔

''تیرے جذبوں نے دیا ہے میری فطرت کو فروغ''

علامہ اقبال نے مصرع میں حسب ذیل اصلاح کی:

''تیرے جذبوں نے کیا ہے میری فطرت کو بلند''

بعد میں پنڈت چاندنرائن نے چوتھے مصرعے کو یوں تبدیل کردیا:

''ساغر دل میرا جذبوں سے ترے لبریز ہے''

پنڈت سرتیج بہادرسپرو لکھتے ہیں کہ:

> اقبال کے ساتھ میرے خیال میں وہ لوگ بہت بے انصافی کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ وہ محض اسلامی شاعر تھا۔ یہ کہنا اس کے دائرہ اثر کو محدود کرنا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اس نے اسلامی فلسفہ، اسلامی عظمت اور اسلامی تہذیب پر بہت کچھ لکھا ہے۔لیکن کسی نے آج تک ملٹن کے نسبت یہ کہہ کر کہ وہ عیسائی مذہب کا شاعر تھا یا کالی داس کے نسبت یہ کہہ کر کہ وہ ہندو مذہب کا شاعر تھا اس کے اثر کو نہ محدود کیا اور نہ مذہب کے آدمیوں نے اس وجہ سے اس کی قدردانی میں کمی کی۔ اگر وہ اسلامی تاریخ کے بڑے کارناموں کے بارے میں یا اسلامی عظمت کا تذکرہ کرتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ غیر مسلم اس کی قدر نہ کریں۔ بال جبریل میں جو نظم ''ہسپانیہ'' لکھی ہے کیا اس کا اثر صرف مسلمان کے ہی دل پر ہوسکتا ہے۔ اُن کے تین اشعار کی طرف میں آپ کی توجہ دلاتا ہوں وہ اشعار یہ ہیں:

پوشیدہ تری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں		خاموش اذانیں ہیں تری باد سحر میں

پھر تیرے حسینوں کو ضرورت ہے خدا کی		باقی ہے ابھی رنگ مرے خون جگر میں

دیکھا بھی دکھایا بھی سنایا بھی سنا بھی		ہے دل کی تسلی نہ نظر میں نہ خبر میں

شاعری اور تخیل ایک طرف ان اشعار کی زبان دوسری طرف۔ میں یہاں ''اقبال'' کے لیے پنڈت چاندنرائن کی نظم پیش کررہا ہوں:

تُو نے بخشا ہے مری ظلمت فگن فطرت کو نور		تُو حقیقت کی ضیا باطل کا میں کاشانہ ہوں
میری کشتِ طبع ہے مسنون تیرے فیض کی		گلستاں جس کو کیا تو نے میں وہ ویرانہ ہوں

ISSN: 2519-6332 (Print),　ISSN: 2708-1915 (Online)

ساغرِ دل میرا جذبوں سے ترے لبریز ہے　　جس میں مے تیری چھلکتی ہے میں وہ پیمانہ ہوں
گیسوے تخیل ہے میرا ابھی بکھرا ہوا　　تو ہے شانہ اور میں منت پذیر شانہ ہوں

اس اقبال نمبر کی خصوصیت اس لیے بھی مسلّم ہے کہ اس دور کے چیدہ چیدہ اصحاب نے اپنے مضامین اس نمبر کے لیے بھیجے تھے۔مثلاً ''تاریخ وفات سرمحمد اقبال'' سید ہاشمی فرید آبادی،''قطعات تاریخِ وفات'' حضرت حکیم ظہیرالدین احمد قریشی،''مثنوی صلاے خودی'' حامد حسن قادری، Sir Muhammad Iqbal، Sir E. Denision Rosee،''اقبال کا تصورِ خودی'' ڈاکٹر سید عابد حسین،''رومی، نطشے اور اقبال'' ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، ''اقبال اور آرٹ'' ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب،''اقبال کی شخصیت اور اس کا پیغام'' ڈاکٹر قاضی عبدالحمید، ''اقبال کا ذہنی ارتقا'' ابوظفر عبدالواحد صاحب،''اقبال کا تصورِ زماں'' سید بشیرالدین احمد،''علامہ اقبال کی آخری علالت'' سید نذیر نیازی''اقبال اور اس کے نکتہ چیں'' سید آل احمد سرور شامل ہیں۔

''اقبال'' کے نام سے احمد دین کی کتاب شائع ہوئی۔

انر ٹائٹل کچھ اس طرح ہے''اقبال: علامہ سرمحمد اقبال کی اردو منظومات،اُن کے مقصد شاعری اور خیالات کے نشوونما، مضامین کلام اور طرزِ بیان پر ایک نظر'' از: مولوی احمد دین صاحب بی۔اے، ایڈووکیٹ لاہور۔ یہ کتاب ۱۹۲۶ء یعنی اقبال کی زندگی میں ہی شائع ہوچکی تھی۔یہ باہتمام چودھری محمد لئیق خان منیجر اسلامیہ اسٹیم پریس، لاہور، ۲۸۴ صفحات پر مشتمل باراوّل (۱۰۰۰) کی تعداد میں منظرِ عام پر آئی۔

انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی سے ۱۹۴۰ء میں''اقبال۔علامہ سرمحمد اقبال کی زندگی، اُن کی شاعری اور فلسفہ پر سیر حاصل محققانہ مضامین کا مجموعہ'' کے عنوان سے ایک کتاب شائع ہوئی۔ دراصل یہ کتاب ''اقبال نمبر'' اکتوبر ۱۹۳۸ء کے مضامین پر مبنی ہے۔جس کا سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۳۱ ہے۔

۱۹۳۹ء تک انجمن ترقی اردو، سہ ماہی ''اردو'' کے ۲۷ شمارے شائع کر چکی تھی۔انجمن کی سالانہ رپورٹ ۱۹۳۹ء کے مطابق سہ ماہی ''اردو'' کے معیاری مضامین کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈائریکٹر صاحب بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب نے اسے پنجاب کے ہائی اور مڈل اسکولوں کے لیے منظور کرلیا تھا۔اسی طرح ڈائریکٹر صاحب بہادر سررشتہ تعلیم صوبہ سندھ نے اس کو اپنے سرکلر کے ذریعے سندھ کے تمام مدارس کے لیے منظور فرمایا تھا۔

انجمن ترقی اردو کے یادگار کاموں میں سہ ماہی رسالہ ''اردو'' کا اجرا بہت اہمیت کا حامل تھا۔اس رسالے میں مضامین کس قدر تحقیق اور کاوش سے لکھے جاتے تھے کہ منشی پریم چند نے اس رسالے کے بارے میں کہا تھا کہ ''یہ اردو رسائل کا سالارِ اعظم ہے۔''

تاریخ زبان و ادب پر سب سے پہلے اس رسالے میں مستند اور وقیع مضامین نکلنے شروع ہوئے۔ اس رسالے کو یہ فخر بھی ہے کہ بہت سے محققانہ مضامین کو علاحدہ سے کتابی صورت میں چھاپنے کی ضرورت بھی پڑی۔اردو زبان و ادب میں تحقیق،تنقید اور لسانی مسائل ومباحث، اصطلاحات اور لغت سازی وغیرہ کے حوالے سے اس رسالے نے بڑی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اس میدان میں جو ترقیاں ہوئیں اس رسالے کی مرہونِ منت ہوئیں۔

ایک وقت ایسا بھی آیا جب بابائے اردو نے ''انجمن ترقی اردو کا المیہ'' میں لکھا کہ:

> رسالہ ''اردو'' کبھی وقت پر شائع نہیں ہوتا، حالاں کہ اس کے مضامین دو دو مہینے پہلے دے دیے جاتے ہیں۔ جولائی کا ''اردو'' اب تک نہیں چھپا،صرف چند صفحے چھپے ہیں۔

سہ ماہی ''اردو'' جنوری ۱۹۴۳ء کے شمارے میں ''خطبۂ صدارت کُل ہند انجمن ترقی اردو کانفرنس ناگ پور'' شامل ہے۔ یہ خطبہ نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی نے دیا تھا۔جس میں انھوں نے انجمن ترقی اردو کس طرح وجود میں آئی اس کا مختصر تذکرہ کیا۔ انھوں نے پہلے سیکرٹری شبلی نعمانی کا ذکر کیا کہ ۱۹۰۸ء تک یہ خدمات انجام دیں، پھر اپنی خدمات کا ذکر کیا اور اس کے بعد مولوی عزیز مرزا صاحب کے انتقال کے بعد ۱۹۱۲ء میں مولوی عبدالحق کو انجمن کے چوتھے معتمد اعزازی ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔اس مضمون کے بعد ''سیکریٹری کا بیان'' کے عنوان سے مولوی عبدالحق کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں انھوں نے انجمن کی کارگزاری بیان کی ہے۔اس بیان میں مولوی عبدالحق نے بتایا کہ انھوں نے اپریل ۱۹۳۶ء میں اکھل بھارتیہ ساہتیہ پریشد کے بھرے اجلاس میں جو ناگ پور یونی ورسٹی کے ہال میں منعقد ہوا تھا گاندھی جی سے اردو، ہندی کے متعلق گفتگو اور بحث کی۔

سہ ماہی ''اردو'' جولائی ۱۹۴۳ء کے شمارے میں ایک مضمون ''منشی پریم چند کا ایک یادگار کردار'' از: اصغرعلی سکندر آبادی شامل ہے۔ یہ کردار پریم چند کے مشہور ناول گئودان میں ہوری رام کی بیوی دھنیا کا ہے۔ ''گئودان'' پریم چند کا آخری ناول ہے جو ۳۵-۱۹۳۴ء میں لکھا گیا۔ اس ناول میں ۲۶/ابواب اور ۵۸۰ صفحات پر مشتمل یہ ناول پریم چند نے ہندی میں تحریر کیا تھا۔ جسے اقبال سحر ورما نے پریم چند کی زندگی میں ہی اردو میں ترجمہ کر دیا تھا۔

سہ ماہی ''اردو'' جنوری ۱۹۴۶ء کے شمارے میں بابائے اردو کا ایک خطبہ جو حلقہ احباب لکھنؤ یونی ورسٹی کے سالانہ اجلاس منعقدہ ۲۵/اگست ۱۹۴۵ء میں پڑھا گیا جس کا عنون ''ہماری یونی ورسٹیوں میں ہماری زبان کی حالت'' ہے۔ یہ خطبہ ''خطباتِ عبدالحق'' میں شامل نہیں ہے۔

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

اسی شمارے میں ایک مضمون ''اقبال کے خطوط'' کے نام سے ہے جو آل احمد سرور کی تحریر ہے۔ جب وہ پرنسپل رضا کالج رام پور تھے۔ اُن کے اس مضمون سے پتا چلتا ہے کہ اقبال کی ایک کتاب ''اقبال نامہ'' پر پابندی لگا دی گئی تھی۔ وہ حاشیے میں لکھتے ہیں کہ:

> اس مجموعہ کو چھپے ہوئے تقریباً سال بھر ہوگیا۔ اس کی کچھ کاپیاں شائع بھی ہوئیں اور اُس کے بعد ایک ایسی حیرت انگیز سازش کے تحت جس کا جواب غالباً اردو ادب میں نہ ملے۔ اس کی اشاعت روک دی گئی۔ ادبی دنیا اور دو ایک رسالوں میں اس پر ریویو بھی نکلے۔ سُنا ہے کہ اشاعت روک دینے کی وجہ یہ ہوئی کہ اقبال پرستوں کے بعض حلقوں میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اس کی اشاعت اقبال کی شان کے منافی ہے کیوں کہ اس میں اقبال نے سید سلیمان ندوی اور بعض دوسرے علما سے عقیدت ظاہر کی تھی اور راس مسعود مرحوم کے نام خط میں جاوید کے لیے پنشن کی درخواست کی تھی۔ چناں چہ اب یہ کتاب کہیں نہیں ملتی۔ اور پبلشر پر یہ زور ڈالا جارہا ہے کہ ایسے نامناسب خطوط نکال دیے جائیں تاکہ اقبال کی عظمت میں فرق نہ آئے، حالاں کہ اقبال کی عظمت دوسرے کی عظمت کا اعتراف کرنے سے بڑھتی ہے گھٹتی نہیں اور نہ جاوید کے لیے پنشن کی درخواست سے یہ خیال باطل ہوسکتا ہے کہ اقبال ذاتی طور پر درویش صفت اور قناعت پسند آدمی تھے۔ اقبال کی ایک ایک سطر کو شائع کرنا چاہیے، یہ قوم کی میراث ہے، کسی کا مالِ تجارت نہیں۔ (سرور)

''اقبال نامہ'' حصہ اول یعنی مجموعہ مکاتیب اقبال کے مرتب شیخ عطا اللہ ایم۔اے، شعبہ معاشیات مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ ہیں اور مقدمہ نواب صدر یار جنگ بہادر الحاج ڈاکٹر محمد حبیب الرحمٰن خاں شیروانی کا ہے۔ ناشر شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور ہیں۔

سہ ماہی ''اردو'' جولائی ۱۹۴۹ء سے پاکستان سے شائع ہونا شروع ہوگیا۔ پاکستان سے شائع ہونے والے شمارے کی جلد ۲۸، شمارہ نمبرا ہے۔ مقام اشاعت کراچی درج ہے۔ مجلس ادارت میں ۱۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب، معتمد انجمن ترقی اردو پاکستان (صدر) ۲۔ شیخ محمد اکرام صاحب، شریک معتمد اطلاعات ونشریات، حکومت پاکستان (رکن) ۳۔ ممتاز حسن صاحب، شریک معتمد فینانس، حکومت پاکستان (رکن) ۴۔ ڈاکٹر فضل احمد کریم

صاحب فضلی، معتمد تعلیمات، حکومت مشرقی بنگال ڈھاکہ (رکن) ۵۔مولوی سید ہاشمی صاحب فرید آبادی (رکن) ۶۔ڈاکٹر وجاہت حسین صاحب عندلیب شادانی، صدر شعبہ اردو وفارسی، ڈھاکہ یونی ورسٹی (رکن) ۷۔ ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب، ریڈر اردو، پنجاب یونی ورسٹی (رکن) ۸۔قاضی احمد میاں صاحب اختر جوناگڑھی (معتمد) تھے۔اس رسالے کو قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی معتمد مجلس ادارت اردو نے سول اینڈ ملٹری پریس کراچی سے چھپوا کر دفتر انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی نمبر ا سے شائع کیا۔

سہ ماہی ''اردو''، اپریل ۱۹۵۲ء میں ''حالی نمبر'' شائع ہوا۔انجمن ترقی اردو پاکستان کی طرف سے یکم جنوری ۱۹۵۲ء کو ''یوم حالی'' منایا گیا تھا۔ اس تقریب پر کئی حضرات نے اپنے مقالے پڑھے تھے۔ ان کے علاوہ اکثر اہل قلم کو لکھا گیا تھا کہ وہ رسالہ اردو کے ''حالی نمبر'' کے لیے مضامین بھیجیں۔''حالی اور انسانیت'' مولوی عبدالحق کا مضمون ہے۔''حالی کی فارسی شاعری'' ڈاکٹر غلام مصطفی خان، ''حالی کا تصور اسلوب'' ڈاکٹر سید عبداللہ، ''بے زبانوں کی زبان حالی'' صالحہ عابد حسین، ''منظومات حالی'' ڈاکٹر عبادت بریلوی، ''حالی نقاد کی حیثیت سے'' شوکت سبزواری، ''شکوہ ہند'' سید ہاشمی فرید آبادی اور ''مسدس تسلیم بجواب مسدس حالی'' مولوی سلیم الدین نارنولی متخلص بہ تسلیم کے مضامین شامل ہیں۔

سہ ماہی ''اردو''، جولائی و اکتوبر ۱۹۵۳ء میں گولڈن جوبلی نمبر ''تاریخ پنجاہ سالہ انجمن ترقی اردو'' شائع ہوا۔ اس رسالے کے مرتب ہاشمی فرید آبادی تھے۔ یہ رسالہ اسی سال کتابی صورت میں انجمن ترقی اردو پاکستان نے شائع کیا جس میں ابتدا یعنی ۱۹۰۳ء سے لے کر ۱۹۵۳ء تک انجمن کی کارکردگی اور اغراض ومقاصد کو شامل کیا گیا ہے۔

سہ ماہی ''اردو'' اپریل ۱۹۵۸ء کا یہ پرچہ جسے مولوی عبدالحق نے مرتب کیا تھا۔یہ خصوصی نمبر ہے جو ''داستان زبان اردو'' کے عنوان سے ڈاکٹر شوکت سبزواری کے مضامین پر مبنی ہے۔جس میں آٹھ مضامین شامل ہیں۔(۱)اردو (۲)لسانی سرمایہ (۳)مختلف نظریے(۴)اردواور پنجابی (۵) مولدومنشا (۶)اخذ واستفادہ (۷)ارتقائی مدارج (۸)اردوے قدیم۔جب یہ رسالہ کتابی صورت میں آیا تو ڈاکٹر شوکت سبزواری نے اس میں مزید دو اور مضامین (۱) صرفی نحوی نشوونما (۲)مزاج ومنہاج شامل کرلیے۔ یہ کتاب کل پاکستان انجمن ترقی اردو۔نے دسمبر ۱۹۶۰ء میں شائع کی۔

سہ ماہی ''اردو'' جولائی۔اکتوبر ۱۹۶۰ء کے شمارے میں صرف دو مضامین اور تبصرہ شامل ہے۔ پہلا مضمون ''امیر مینائی کی ایک غیر مطبوعہ عاشقانہ مثنوی'' کریم الدین احمد کا ہے۔ یہ گورنمنٹ کالج لاڑکانہ میں لیکچرر تھے۔ دوسرا مضمون مشفق خواجہ کا ''علم الاقتصاد'' اقبال کا پہلا علمی کارنامہ'' ہے۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

بابائے اردو مولوی عبدالحق کے بعد سہ ماہی ''اردو'' کا ایک نیا دور پھر شروع ہوا۔ اس کی ابتدا جنوری ۱۹۶۶ء سے ہوتی ہے۔ اس کا پہلا شمارہ جلد ۴۲، شمارہ ۱ ہے۔ ادارت میں جمیل الدین عالی (مدیر اعلیٰ) اور مدیر مشفق خواجہ ہیں۔

انجمن ترقی اردو کی نئی مجلس نظماء میں جناب اختر حسین۔ ہلالِ پاکستان (صدر)، جناب جسٹس ایس اے رحمان (رکن)، جناب جسٹس انعام اللہ (رکن)، جناب جسٹس ایم مرشد (رکن)، جناب ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی (رکن)، جناب ڈاکٹر رضی الدین صدیقی (رکن)، جناب راجا محمد امیر احمد خان صاحب محمود آباد (رکن)، جناب ممتاز حسن (رکن)، جناب پیر حسام الدین راشدی (رکن)، جناب ڈاکٹر نذیر احمد (رکن)، جناب ڈاکٹر سید عبداللہ (رکن)، جناب سید دربار علی شاہ، کمشنر کراچی (رکن)، جناب مولانا عبدالقادر (رکن)، جناب احسن احمد اشک (رکن)، جناب احمد داود (خازن)، جناب جمیل الدین عالی (معتمد اعزازی) بنے۔ اس رسالے کا اداریہ جمیل الدین عالی نے لکھا تھا۔ وہ کہتے ہیں:

> بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق کی زندگی کے آخری ایام میں انجمن کے حالات ابتری کی وجہ سے ''اردو'' کی اشاعت میں باقاعدگی نہ رہی اور اُن کی وفات کے بعد تو یہ جریدہ تقریباً خاموش ہو گیا۔ صرف ایک خصوصی شمارہ بابائے اردو کی یاد میں ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا۔ انجمن کی تنظیم نو کے بعد جہاں تمام شعبوں میں اصلاحی اقدامات کیے گئے وہیں یہ بھی طے کیا گیا کہ رسالہ ''اردو'' کو باقاعدگی سے شائع کیا جائے۔ صدر انجمن جناب اختر حسین صاحب نے اس معاملے میں بطور خاص دلچسپی لی ہے اور اسی کے نتیجے میں یہ جریدہ حاضر خدمت ہے۔ زیر نظر شمارہ ''اردو'' کے دور جدید کا پہلا پرچہ ہے لیکن جلد کے شمار میں ماضی سے تعلق نہیں توڑا گیا ہے۔ ۱۹۶۲ء میں جو بابائے اردو نمبر شائع ہوا تھا وہ اکتالیسویں جلد کا پہلا اور آخری شمارہ تھا۔ موجودہ شمارے سے بیالیسویں جلد کا آغاز ہوتا ہے۔

سہ ماہی ''اردو'' جنوری، فروری، مارچ ۱۹۶۹ء جلد ۴۵، شمارہ: ۱ کا یہ، شمارۂ خصوصی" بیاد غالب" ہے۔ ادارۂ تحریر میں جمیل الدین عالی اور مشفق خواجہ ہیں۔ اس رسالے کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے سرورق کی جو تصویر ہے وہ ۱۲۸۲ھ کی بنی ہوئی ہے اور صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی مرحوم کے کتب خانے میں محفوظ تھی۔ یہ تصویر اصل رنگوں میں شائع کی گئی۔ اس تصویر کی اشاعت کے لیے تعاون پر ادارہ مولانا خیر بھوروی کا ممنون ہے۔ دراصل یہ نمبر غالب کی صد سالہ برسی کے موقع پر نکالا گیا تھا۔ اسی سال انجمن نے سہ ماہی

''اردو'' اس شمارے کے علاوہ غالب سے متعلق پانچ کتب ''فلسفۂ کلامِ غالب'' ڈاکٹر شوکت سبزواری، ''غالب، ایک مطالعہ'' پروفیسر ممتاز حسین، ''ہنگامۂ دل آشوب'' مرتبہ سید قدرت نقوی، ''مہر نیم روز (اردو ترجمہ)'' پروفیسر عبدالرشید فاضل اور ''غالب نام آور'' (یہ سہ ماہی ''اردو'' میں غالب سے متعلق شائع شدہ مضامین کا انتخاب تھا) شامل تھیں۔

سہ ماہی ''اردو'' ۱۹۷۳ء جلد ۴۹، شمارہ ۳، ۴۔ دراصل یہ شمارہ ''انیس نمبر'' ہے مگر اس پر خصوصی شمارہ درج نہیں ہے۔ ادارۂ تحریر میں جمیل الدین عالی، مشفق خواجہ اور سید شبیر علی کاظمی ہیں۔ خواجہ الطاف حسین حالی کی تحریر کردہ عکس کی صورت میں ''مدحِ انیس'' کے عنوان سے دو رباعیاں میر انیس کی شان میں ہیں۔ اس کے علاوہ ''محاسن کلام انیس'' مخمور اکبر آبادی، ''محسن اردو۔ میر انیس'' سید ہاشم رضا، ''میر انیس تذکروں کی روشنی میں'' ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ''چراغ لے کے کہاں سامنے ہوا کے چلے'' سلیم احمد، ''میر انیس کی غزل'' انور سدید، ''فیضانِ انیس'' افسر امروہوی، اور ''شجرۂ میر انیس'' ضمیر اختر نقوی کے مضامین شامل ہیں۔

۱۹۷۳ء کے آخر میں مشفق خواجہ نے انجمن سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ لہٰذا جنوری تا مارچ ۱۹۷۴ء کے ادارہ تحریر میں جمیل الدین عالی اور سید شبیر علی کاظمی ہیں۔ اس شمارے میں ''موازنہ انیس و دبیر کے بعض تسامحات'' تنویر احمد علوی، ''سحر البیان کا ایک قلمی نسخہ'' معین الدین عقیل، ''سلطان محمد فاتح اور فتح قسطنطنیہ'' امتیاز محمد خان، ''ملا وجہی کی فارسی شاعری'' محمد سخاوت میرزا اور ''اختر شیرانی کی صحافتی اور علمی تحریریں'' یونس حسنی شامل ہیں۔

سہ ماہی ''اردو'' ۱۹۷۵ء، جلد ۵۱، شمارہ ۴ کا خصوصی شمارہ ''بیادِ خسرو'' ہے۔

سہ ماہی ''اردو'' ۱۹۷۶ء، جلد ۵۲، شمارہ ۴، ''بہ تقریب صد سالہ جشنِ پیدائش قائداعظم محمد علی جناح'' ہے۔ اس رسالے میں قائداعظم کا ۲۳ ستمبر ۱۹۳۷ء میں بابائے اردو کو لکھا گیا انگریزی میں خط موجود ہے جس کا اردو ترجمہ بھی شامل ہے۔ ۱۹۳۷ء میں مولوی عبدالحق حیدرآباد دکن میں تھے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس منعقدہ ۱۵، ۱۶/اور ۱۷/اکتوبر ۱۹۳۷ء کو لکھنؤ میں منعقد ہوا، قائداعظم نے بابائے اردو کو اس میں شرکت کی دعوت دی تھی۔

سہ ماہی ''اردو'' ۱۹۸۵ء میں مجلس ادارت میں کچھ تبدیلی آ گئی۔ قدرت اللہ شہاب (صدر)، جمیل الدین عالی، ڈاکٹر جمیل جالبی (اراکین)، ڈاکٹر اسلم فرخی (مشیر علمی و ادبی) تھے۔ معاون اعزازی ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری تھے۔ جب کہ ادیب سہیل معاون ادبی تھے۔ یہ رسالہ کلیم الحسن نقوی کے زیرِ اہتمام انجمن پریس، نشتر روڈ، کراچی سے چھپ کر انجمن ترقی اردو پاکستان بابائے اردو، روڈ کراچی نمبر ا سے شائع ہوا۔

اس رسالے میں ''قطعاتِ تاریخ بروفات اہلِ قلم متعلقین اہلِ قلم'' نتیجۂ فکر شان الحق حقی اور ترتیب وتحشیہ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری ہیں۔ ''قطعات تاریخ وفات'' شان الحق حقی صاحب کا بڑا کام ہے جس میں میرا جی، ڈاکٹر محمد دین تاثیر، پنڈت کیفی دہلوی، اسرار الحق مجاز، رضا علی خان وحشت، جگر مراد آبادی، بابائے اردو مولوی عبدالحق، امتیاز علی تاج، حفیظ ہوشیار پوری، ممتاز حسن، جاں نثار اختر، کرنل مجید ملک، سید آلِ رضا، ماہر القادری، نورالصباح بیگم، ذہین شاہ تاجی، وسیم الدین بلخی، زہیر صدیقی (عبدالستار صدیقی کے صاحبزادے)، علی نظامی (خواجہ حسن نظامی کے بیٹے)، رازق الخیری، سرور بارہ بنکوی، مشرف الحق حقی، شبیر علی کاظمی، میر رسول بخش تالپور، امتیاز علی خاں عرشی، فضل احمد کریم فضلی، احسان دانش، پیر حسام الدین راشدی، فراق گورکھ پوری، جوش ملیح آبادی، کامل القادری، فیض احمد فیض اور دیگر خواتین وحضرات کے قطعہ تاریخ اور تھوڑا بہت احوال بھی لکھا گیا ہے۔

سہ ماہی ''اردو'' جنوری تا مارچ ۱۹۸۸ء سے رسالہ اردو ٹائپ رائٹر پر ٹائپ ہونے لگا۔ ۱۹۹۰ء سے سہ ماہی ''اردو'' ''نظامی نستعلیق'' سوفٹ ویئر پر ٹائپ ہونے لگا یہ انجمن کی کمپیوٹر کی اشاعت کا آغاز تھا۔ ۱۹۹۲ء کے شمارے میں ڈاکٹر آفتاب احمد خاں کے کئی تنقیدی مضامین ''گردشِ رنگ چمن کا ایک غیر معمولی کردار''، ''محاسنِ کلامِ غالب''، ''چا کی واڑہ میں وصال''، ''شبنم''، ''حلقہ اربابِ ذوق'' شامل ہیں۔ ڈاکٹر نیر مسعود کا مضمون ''معرکہ گلزارِ نسیم''، قاضی قیصر الاسلام کا ترجمہ ''مونیک شینا ئڈر''، ڈاکٹر سلیم اختر کا ''داستانوں کی اساطیری اساس'' اہم مضامین ہیں۔ ۱۹۹۲ء کے شمارہ ۳ میں اوپندر ناتھ اشک کا مضمون ''گزشتہ نصف صدی کی ہندی افسانہ نگار خواتین'' یہ مضمون اوپندر ناتھ اشک نے ہندی میں لکھا تھا۔ جس کا اردو ترجمہ انجمن کے مہتمم اشاعت جناب شہاب قدوائی نے کیا تھا۔ ڈاکٹر نیر مسعود کا مضمون ''سید رفیق حسین'' اور ڈاکٹر آصف فرخی کا مضمون ''حیرتی ہے یہ آئینہ'' بھی شامل ہیں۔ ۱۹۹۲ء کے شمارہ ۴ میں ''قصہ گل بکاولی، افسانہ یا حقیقت؟'' ڈاکٹر فرمان فتح پوری کا مضمون ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر گیان چند کا مضمون ''مالک رام کا بے حد مفید و بے حد غلط تذکرۂ ماہ وسال'' موجود ہے۔ اس کے علاوہ پروفیسر نعیم الرحمان نے ''بانگِ درا'' پر چند حواشی کے عنوان سے قسط وار مضمون شروع کیا ہے۔ یہ پہلی قسط ہے۔ ''ژاک دریدا: ایک مطالعاتی جائزہ'' قاضی قیصر الاسلام کا مضمون ہے۔

سہ ماہی ''اردو'' اپریل تا جون ۱۹۹۱ء، اس شمارے میں جمیل الدین عالی کا ایک مضمون بہ عنوان ''اضافہ دفتر: نئی سہولت'' ہے جس میں انجمن ترقی اردو کی نئی عمارت جو بلاک ۷ میں خریدی گئی تھی اُس کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ اس رسالے میں پریم چند کا آخری نامکمل ناول ''منگل سوتر'' شائع ہوا۔ یہ ناول ہندی میں لکھا گیا تھا جسے ڈاکٹر حسن منظر نے اردو کے قالب میں ڈھالا۔ اس ناول کو موڈرن پبلشنگ ہاؤس، دہلی نے ۲۰۰۲ء میں شائع کیا۔ اس ناول کو پریم چند نے ۱۹۳۶ء میں لکھا تھا۔ یہ پریم چند کے ناول ''گئودان'' کے فوراً بعد کی تخلیق تھا۔ اس

ناول میں پریم چند نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ ادیب ایک نصب العین رکھنے والا مثالی انسان ہوتا ہے۔ اس کی ہستی (اپنے) دیس اور وقت سے آزاد انسانیت کے لیے وہ روشنی کا ذخیرہ ہے جس کا نور کبھی مدھم نہیں ہوتا۔

سہ ماہی ''اردو''، اپریل تا جون ۱۹۹۲ء۔ اس شمارے میں ڈاکٹر آفتاب احمد خان نقاد، محقق اور مصنف نے کئی تنقیدی مضامین لکھے ان میں ''گردشِ رنگ چمن کا ایک غیر معمولی کردار''، ''محاسنِ کلام غالب''، ''چا کی واڑہ میں وصال''، ''شبنم'' اور ''حلقہ اربابِ ذوق'' شامل ہیں۔ قرۃ العین حیدر کے ناول ''گردشِ رنگِ چمن'' کا غیر معمولی کردار ایک صوفی پیر صاحب کا ہے۔ اس کردار کو آفتاب احمد خان نے غیر معمولی اس لیے کہا کہ آج تک قرۃ العین حیدر کی کسی تحریر میں اس قسم کا کردار نظر نہیں آیا۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری کا مضمون محاسنِ کلام غالب پہلی دفعہ ۱۹۲۱ء میں سہ ماہی ''اردو'' میں ہی شائع ہوا تھا۔ بعد میں ۱۹۲۱ء ہی میں یہ مضمون کتابی صورت میں مطبع مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ سے شائع ہوا۔ بقول بابائے اردو مولوی عبدالحق:

> انجمن ترقی اردو کا ایک مدت سے ارادہ تھا کہ غالب کے اردو دیوان کا ایک نفیس صحیح جدید اڈیشن طبع کرے۔ چناں چہ بڑی کوشش اور تحقیق سے یہ دیوان مرتب کیا گیا۔ میری درخواست پر ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری مرحوم نے اس کے لیے بطور مقدمہ کے غالب کے کلام پر تبصرہ لکھنا شروع کیا۔ اسی اثنا میں اتفاق سے بھوپال کے سرکاری کتب خانہ میں مرزا صاحب کے قدیم دیوان کا مکمل نسخہ نکل آیا جس میں وہ تمام نظمیں درج تھیں جو بعد میں خارج کردی گئی تھیں۔ علمی لحاظ سے یہ ایک بڑی نعمت اور بیش بہا خزانہ تھا۔ مرحوم نے انجمن کے لیے اسے ترتیب دینا شروع کیا۔ لیکن افسوس اجل نے اتنی مہلت نہ دی کہ اس کی تکمیل ہوجاتی اور یہ ہونہار نوجوان جو علم و اخلاق کا پُتلا تھا بے وقت اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ یہ مضمون جوزورِ بیان، جدتِ فکر اور بلندیِ خیالات کے لحاظ سے اردو زبان میں بالکل ایک نئی چیز ہے۔ مرحوم کی یادگار میں سب سے اوّل رسالہ اردو میں شائع ہوا تھا۔ اور اب مستقل کتاب کی شکل میں چھاپا جاتا ہے۔

ڈاکٹر آفتاب احمد خان نے اپنے اس مضمون کے آخر میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے اپنے اس مضمون میں اس مشہور قول کا ذکر ہی نہیں کیا جس سے ''محاسن کلامِ غالب'' کی ابتدا ہوتی ہے یعنی یہ کہ ''ہندوستان

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

کی الہامی کتابیں دو ہیں مقدس وید اور دیوانِ غالب'' مگر یہ کوئی تنقیدی جملہ نہیں یہ تو ایک نعرۂ مستانہ ہے۔ اس کے متعلق کہا ہی کیا جا سکتا ہے۔

محمد خالد اختر کے ناول ''چاکی واڑہ میں وصال'' پر بھی تبصرہ ہے۔ خالد اختر کے اس ناول کے اسلوب کی وجہ سے فیض احمد فیض نے اسے اردو کا اہم ناول قرار دیا تھا۔ مگر مصنف نے جب یہ ناول سعادت حسن منٹو کو پیش کیا تو انھوں نے اس ناول کو اپنی مخصوص صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے خالد اختر کے اس ناول کو بکواس قرار دیا۔ مگر خالد اختر کو اس بات پر فخر تھا کہ منٹو نے یہ۔ مسودہ الف سے یے تک پڑھا تھا۔

ڈاکٹر آفتاب احمد خان نے عزیز احمد کے ناول ''شبنم'' پر رائے دیتے ہوئے کہا کہ

> میں نے صرف ناول کے چند پہلوؤں کو جانچنے تک اکتفا کیا ہے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ عزیز احمد اس سے کہیں بہتر ناول لکھنے کے اہل ہیں۔ ان کی یہ تصنیف بہت مایوس کن ہے اور اپنی پیش رو تصنیف ''ایسی بلندی ایسی پستی'' سے یقیناً پست۔

سہ ماہی ''اردو''، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۲ء۔ اوپندر ناتھ اشک کا مضمون ''گزشتہ نصف صدی کی ہندی افسانہ نگار خواتین'' ہندی سے اردو میں انجمن کے مہتمم طباعت و اشاعت شہاب قدوائی نے کیا۔ اوپندر ناتھ اشک نے اپنے ایک دوست کے اصرار پر صرف حافظے کی بنیاد پر یہ مضمون لکھا تھا۔ ہندی افسانہ نگاری کے میدان میں جو افسانہ نگار خواتین تخلیق میں مصروف تھیں ان میں پہلے شیورانی دیوی کا نام آتا ہے۔ شیورانی پریم چند کی بیوی تھیں۔ ویسے تو شیورانی ویسے ہی لکھتی تھیں جیسے اکثر ادیبوں کی بیویاں لکھتی ہیں۔ شیورانی دیوی کے دو ایک افسانوی مجموعے شائع ہوئے مگر ہندی ادب میں یہی افسانہ نگار خاتون اپنی کتاب ''پریم چند گھر میں'' کی وجہ سے پہچانی جاتی ہیں۔ حال ہی میں یہ کتاب انجمن سے شائع ہوئی ہے جس کا ترجمہ ڈاکٹر حسن منظر نے کیا ہے۔

ان کے علاوہ دیگر افسانہ نگاروں مین اوشا دیوی مترا، ستیاوتی ملک، ہیم وتی دیوی، کملا چودھری، ستیاوتی ملک وشال، کملا چودھری، مہادیوی ورا یہ سب تیسری دہائی (۱۹۳۰ء) کی افسانہ نگار تھیں۔ چوتھی دہائی (۱۹۴۰ء) کی افسانہ نگاروں میں چندر کرن سون رکشا چھایا کا نام اس وقت بہت مشہور تھا۔ شاعری بھی کرتی تھیں۔ اس کے علاوہ کوشلیا اشک کا ذکر بھی ضروری ہے فالج ہونے کے باوجود بھی انھوں نے اپنی تخلیقی صلاحیت کے ذریعے یہ سلسلہ جاری رکھا۔ کوشلیا کی کہانیوں میں حساسیت اور اثر پذیری زیادہ ہے۔ وہ آسان اور عام فہم کہانیاں لکھتی ہے۔ وہ ایک نشست میں کہانی لکھ ڈالتی ہے۔ کوشلیا ہمیشہ دباؤ میں کہانی لکھتی ہے۔ اس کے علاوہ منو بھنڈاری، کرشنا سوبتی، راجی سیٹھ، ناصرہ شرما، ممتا کالیا، نروپما سیوتی، اچلا شرما، سومتی ایر، مالتی جوشی، ششی پر بھاشا ستری، مردولا گرگ،

منجول بھگت، چترا مدگل، روپا شرما، مہرالنساء پرویز، پیریتم اور ما اس چوتھی دہائی کی اہم افسانہ نگار تھیں۔ بعد میں آنے والی نئی افسانہ نگاروں میں اُرمیلا شریتھ، مادھوری چھیزا، چندرکلا ترپاٹھی، مُکتا سنگھ، کملا چمولا، مکتا سنگھ، کماری نرملا چاندیکر (نیر شبنم) شامل ہیں۔

نیر مسعود کا مضمون ''سید رفیق حسین'' شامل ہے۔ نیر مسعود نے سید رفیق حسین کو اُمّی افسانہ نگار قرار دیا ہے۔ جس کا اردو ادب میں مطالعہ صفر کے پاس تھا اور جسے اردو ٹھیک لکھنا نہیں آتی تھی۔ پھر بھی ہمیں اس کی تصانیف میں ''آئینہ حیرت''، ''مختصر ادبی مضامین''، ''شیر کیا سوچتا ہوگا'' ملتی ہیں۔ شاہد احمد دہلوی نے ''آئینہ حیرت'' کے ابتدائیے میں لکھا ہے کہ:

> ایک دن ساقی کی ڈاک میں ایک مسودہ آیا جسے دیکھ کر ہی وحشت ہونے لگی۔ یہ مسودہ کُھلا اور بڑے بے ڈھنگے خط میں لکھا ہوا تھا۔ دل نے کہا کہ اسے بغیر پڑھے ہی واپس کردو۔ مگر دماغ نے ٹوکا کہ یہ تو ادارتی دیانت داری کے خلاف ہوگا۔ مضمون نگار کا نام دیکھا تو وہ بھی پہلے کبھی نہیں سُنا تھا۔ خیر طبیعت پر جبر کر کے اسے پڑھنا شروع کیا جیسے جیسے مضمون پڑھتا جاتا جبر و اکراہ رخصت ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب مضمون ختم ہوا تو میں حیران تھا کہ یہ کیسا جواہر پارہ اس بدنما پلندے کی صورت میں میرے ہاتھ لگا، افوہ! ظاہر نظر آنا بھی کتنا فریبی ہوتا ہے۔ اگر میں دل کا کہنا مان لیتا تو ایک جوہر قابل ہمیشہ ہمیشہ کے لیے روپوش ہوجاتا کیوں کہ یہ لکھنے والے کا پہلا افسانہ تھا جو بہت جھجکتے جھجکتے ساقی کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اور اس تاکید کے ساتھ کہ اگر پسند نہ آئے تو مسودہ ضائع کردیا جائے۔ یہ افسانہ تھا ''کفارہ'' اور لکھنے والے کا نام تھا سید رفیق حسین، افسانہ چھپا، اشتیاق سے پڑھا گیا اور آئندہ کے لیے ناظرین کو مشتاق بنا گیا اور پھر ''کلوا'' اور ''بیرو'' کے شائع ہونے پر تو رفیق حسین نے گویا جھنڈے ہی گاڑ دیئے۔ اور افسانوی ادب کے محترم نقاد مولانا صلاح الدین احمد صاحب نے ادبی دنیا کے ادبی جائزہ میں کئی صفحات میں اس افسانہ کی خوبیوں کو اُجاگر کیا۔ اور پھر وہ معرکۃ الآرا افسانہ ساقی کے کسی خاص نمبر میں شائع ہوا جس سے اس کتاب کا نام موسوم ہے۔ ''آئینہ حیرت''۔ ان افسانوں میں جانوروں کی نفسیات کے علاوہ جو

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

بجائے خود ہر افسانہ کی ایک نادر خوبی ہے، ایک اور خوبی بھی ہے۔ انسانی سرشت کی تحلیل کہانی کی پیرایہ میں۔ اور یہ دونوں خوبیاں ہر افسانہ میں آپ کو متوازی نظر آئیں گی۔ لیکن اس ہنرمندی اور سلیقے کے ساتھ کہ کہیں بھی یہ دو رنگی افسانے کی وحدتِ تاثر میں فرق نہیں آنے دیتی۔ بلکہ یہ تقابلی مطالعہ ہی رفیق حسین کی وہ خصوصیت ہے جو انھیں فنکاروں سے اُٹھا کر حُسن کاروں میں جگہ دیتی ہے۔

سہ ماہی ''اردو'' جنوری تا مارچ ۱۹۹۳ء۔ یہ رسالہ اس لیے بھی اہم ہے یہ پورا خصوصی شمارہ ''مشاعرہ کا فاتح'' داغ دہلوی کی آپ بیتی اور کلام پر مبنی ہے۔ یہ تمام مضامین ڈاکٹر داؤد رہبر کے ہیں۔ ابواب بندی ''تمہید، داغ کی بیتی، گلزارِ داغ کی سیر، آفتاب داغ کی دھوپ، مہتابِ داغ کی چاندنی، داغ کے کلام میں حمد و نعت اور سلام، داغ کی نامہ نویسی، داغ کی سیرت'' پر مشتمل ہیں جو سلسلہ وار رسالہ اردو میں شائع ہوا۔ بعد ازاں یہ مضامین کتابی صورت میں بھی ۱۹۹۹ء انجمن ترقی اردو پاکستان سے شائع ہوئے۔

سہ ماہی ''اردو'' اپریل تا دسمبر ۱۹۹۳ء کے شمارے میں ''ڈپٹی نذیر احمد کی کہانی اُن کی اپنی زبانی'' منذر احمد، ''ن م راشد'' ڈاکٹر شمیم حنفی، ''اصلاح زبان'' ڈاکٹر سلیم اختر، قاموسِ تلمیحات (قسط ۶)، پروفیسر نعیم الرحمان (مرحوم)، ''حواشی بانگِ درا'' یہ مضمون بھی پروفیسر نعیم الرحمان (مرحوم) کا ہے۔ ''مقالاتِ یگانہ'' یہ ایک گوشہ ہے جس میں تمہید مرتب، احسن دہلوی، خواجہ آتش (۱)، خواجہ آتش (۲)، آباد عظیم آبادی، راسخ عظیم آبادی، ضیا عظیم آبادی پر لکھے گئے واجد حسین یاس یگانہ چنگیزی کے مقالات شامل ہیں۔ آخر میں راسخ عظیم آبادی کا مضمون ''مثنوی حسن و عشق'' بھی موجود ہے۔

مرزا یاس یگانہ چنگیزی دوسری دہائی سے پانچویں دہائی تک رسالوں میں باقاعدگی سے لکھا کرتے تھے۔ اُس زمانے میں شاید ہی کوئی ایسا ادبی رسالہ ہو جس سے ان کا قلمی تعلق نہ ہو۔ ''مخزن''، ''صلائے عام''، ''زمانہ''، ''نیرنگِ خیال''، ''ہمایوں'' اور ''ساقی'' جیسے رسالوں کے علاوہ وہ کئی ایسے رسالوں میں بھی لکھتے تھے جن کے ناموں سے شاید کم ہی لوگ واقف ہوں۔ مثلاً ''نظارہ'' میرٹھ، ''نیاز'' لدھیانہ، ''سہیلی'' لاہور، ''فردوس'' لاہور، ''ادیب'' ناگپور اور ''ندا'' پشاور۔

مشفق خواجہ نے ''مقالات یگانہ'' کو سہ ماہی ''اردو'' میں شامل کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ادبی رسائل کی ورق گردانی کی تو یگانہ کے مقالات اور خطوط بھی خاصی تعداد میں دستیاب ہوئے۔ انھیں میں الگ الگ مجموعوں کی صورت میں مرتب کر رہا ہوں۔ پہلے کلیاتِ نظم شائع ہوگی، پھر خطوط اور آخر میں مقالات کا مجموعہ۔ خطوط کا ایک

حصہ میں ’’تخلیقی ادب‘‘ میں شائع کر چکا ہوں۔تخلیقی ادب ۲ میں خواجہ صاحب نے ’’مرزا یگانہ: شخصیت اور فن‘‘ سے ممتاز حسین، سلیم احمد، سید قدرت نقوی، بلند اقبال بیگم (بنت یگانہ)، تابش دہلوی، پروفیسر شیخ انصار حسین اور دوارکا داس شعلہ کے مضامین شامل ہیں۔ مضامین میں دو غیر مطبوعہ مضمون ’’خاصہ خاصانِ ادب‘‘، ’’اپنا کیریکٹر‘‘ شامل ہیں۔ ’’تخلیقی ادب‘‘: ۴ میں ’’مرزا یگانہ کے فن اور شخصیت‘‘ کے عنوان سے دو مضامین احمد ہمدانی اور صبا اکبرآبادی کے شامل ہیں۔اس کے علاوہ غیر مطبوعہ غزلیات اور ’’یگانہ کے غیر مطبوعہ خطوط بنام دوارکا داس شعلہ‘‘ بھی شامل ہیں۔

خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ:

> یہ نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو مضامین جمع ہو چکے ہیں، اُن سے اہلِ ذوق کو اُس وقت تک استفادے کا موقع نہ دیا جائے جب تک کہ باقی مضامین دستیاب نہ ہوجائیں۔ لہٰذا میں نے یہ طے کیا ہے کہ جمع شدہ مضامین کو رسائل میں چھپوا دیا جائے۔ پہلی قسط رسالہ ’’اردو‘‘ میں شائع کی جارہی ہے۔ یہ وہ مضامین ہیں جو میر ناصر علی کے رسالے ’’صلائے عام‘‘ دہلی میں جولائی ۱۹۱۶ء سے فروری ۱۹۱۷ء تک شائع ہوئے۔ ان کی فہرست یہ ہے:
>
> ۱۔احسن دہلوی (جولائی ۱۹۱۶ء)، ۲۔خواجہ آتش ۱ (جولائی ۱۹۱۶ء)، ۳۔خواجہ آتش ۲ (ستمبر ۱۹۱۶ء)، ۴۔آباد عظیم آبادی (اکتوبر ۱۹۱۶ء)، ۵۔حضرت راسخ عظیم آبادی (دسمبر ۱۹۱۶ء، ۶۔ضیا عظیم آبادی (دسمبر ۱۹۱۶ء)، ۷۔مثنوی حسن وعشق مصنفہ راسخ (فروری ۱۹۱۷ء) میں شائع ہوئے۔(مشفق خواجہ)

سہ ماہی ’’اردو‘‘، جنوری تا جون ۱۹۹۴ء۔اس شمارے میں ’’اطرافِ لغت‘‘ سید قدرت نقوی، ’’سب رس‘‘ اردو نثر کا پہلا ادبی نمونہ (نظم و نثر کا عجیب مرکب) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار۔سلسلہ وار ’’بانگ درا پر چند حواشی (تیسری قسط)‘‘ اور ’’قاموسِ تلمیحات‘‘ (ساتویں قسط) پروفیسر نعیم الرحمان، ’’مخطوطاتِ کلیات ولی (آصفیہ) (مع ولی کا غیر مطبوعہ کلام)‘‘، ’’مخطوطہ کلیاتِ ممنون (نسخۂ آصفیہ)‘‘ ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری اور ’’مشاعرے کا فاتح‘‘ (دوسری قسط) ڈاکٹر داؤد رہبر کے مضامین شامل ہیں۔

سہ ماہی ’’اردو‘‘، جولائی تا دسمبر ۱۹۹۴ء۔یہ پورا شمارہ اودھی (قدیم اردو) کے باکمال شاعر ملک محمد جائسی کی تصنیف ’’پدماوت کی فرہنگ‘‘ ہے جس کے مؤلفہ ڈاکٹر محمد انصار اللہ ہیں۔ یہ رسالہ پدماوت کی فرہنگ کے لیے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

مخصوص ہے۔

سہ ماہی ''اردو''، جنوری تا دسمبر ۱۹۹۵ء۔ ''سرمحمد اقبال اور سر علی امام'' ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری، ''کلام اکبر میں انگریزی الفاظ'' ڈاکٹر گیان چند، ''کنہیالال ہندی کی تصانیف کے دو نادر مخطوطات'' سید خضر نوشاہی، ''زبان کی نشوونما میں بایولوجی کا کردار'' نوم چومسکی (ترجمہ قاضی قیصر الاسلام)، ''چند قدیم سکے''، ''سنسکرت متون کی کیفیت اور بعض ترجمے''، ''مسلمانوں کے واسطے سے بنگالی ادب کا ارتقا ۱۵۰۰ء تک'' یہ آخر کے تینوں مضامین محمد انصاراللہ کے ہیں۔

سہ ماہی ''اردو''، جنوری تا دسمبر ۱۹۹۶ء۔ اس شمارے میں ''داستان امیر حمزہ صاحب قراں'' عبدالغفار کا مضمون ہے۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری کے دو مضامین 'مرزا دبیر کا ایک غیر مطبوعہ مرثیہ' اور ''سلطانِ عالم واجد علی شاہ'' شامل ہیں۔ڈاکٹر طاہر مسعود کا مضمون ''منشی ہرسکھ رائے'' پر ہے۔ اس کے علاوہ قاضی قیصرالاسلام کا ''اصطلاحاتِ فلسفہ وجودیت'' پر مضمون شامل ہے۔

سہ ماہی ''اردو'' جنوری تا دسمبر ۱۹۹۷ء۔ اس شمارے میں ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری کے اردو صحافت سے متعلق گیارہ مضامین شامل ہیں۔جن میں ''اودھ اخبار''، ''نورالآفاق اور نور الانوار۔سرسید کے مخالف دو اخبار''، ''مخزن الفوائد'' حیدرآباد، ''اَلپنچ'' پٹنہ، ''سفیر ہند'' امرتسر، ''دکن پنچ''، ''سرمور گزٹ، ناہن''، ''اخبار چودھویں صدی'' راولپنڈی، ماہنامہ ''حسن'' حیدرآباد (دکن)، ''الوقت'' گورکھ پور اور ''نقاد'' آگرہ شامل ہیں۔

''اودھ اخبار''۔ ۱۸۵۸ء میں منشی نول کشور نے لکھنو میں اردو پریس قائم کیا جو 'اودھ اخبار' کے نام سے مشہور ہوا۔ ۱۸۵۹ء میں اسی پریس سے ''اودھ اخبار'' جاری ہوا۔

''نورالآفاق'' اور ''نورالانوار'' یہ دونوں اخبار سرسید احمد خان کے مخالف تھے۔ ۱۸۷۰ء میں جب سرسید نے ''تہذیب الاخلاق'' جاری کیا اور جب اس کے دو تین شمارے شائع ہوئے تو کان پور سے ''نورالآفاق'' اور ''نورالانوار'' تہذیب الاخلاق کی مخالفت میں جاری کیے گئے۔

''مخزن الفوائد'' حیدرآباد، اردو کا پہلا ادبی رسالہ تھا جو مئی ۱۸۷۴ء میں شائع ہوا۔

''اَلپنچ'' پٹنہ۔ ۱۸۸۷ء میں شائع ہوا۔ ''اودھ پنچ'' کو منشی سجاد حسین نکالتے تھے۔ اس رسالے کو دیکھتے ہوئے کئی پنچ پیدا ہو گئے۔ان میں ''دکن پنچ'' اور ''اَلپنچ'' ادبی اعتبار سے زیادہ اہم تھے۔

سفر ہند، امرتسر۔ سفیر ہند کے ایڈیٹر ابوسعید مولوی محمد حسین تھے۔ یہ پرچہ جنوری ۱۸۸۰ء میں شائع ہوا۔

''دکن پنچ''، لکھنو ۱۶ جنوری ۱۸۷۷ء میں شائع ہوا۔

''سرمورگزٹ ناہن'' (۱۸۸۸ء) میں شائع ہوا۔مگر محققین کا سن اشاعت پر اختلاف ہے۔

''چودھویں صدی'' راولپنڈی ۱۸۹۵ء میں شائع ہوا۔

ماہنامہ ''حسن'' حیدرآباد اگست ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا۔

''الوقت'' گورکھ پور ۱۸۹۲ء میں شائع ہوا۔

''نقاد'' آگرہ جنوری ۱۹۱۳ء میں کٹرہ آگرہ سے شائع ہوا۔

سہ ماہی ''اردو'' جنوری تا جون ۱۹۹۸ء کے شمارے میں ڈاکٹر گیان چند کا مقالہ ''اردو کی ادبی تاریخوں کا تحقیقی مطالعہ ۱۹۴۷ء تک''، مرزا یاس یگانہ عظیم آبادی کا مضمون ''یگانہ کا ایک فراموش شدہ مضمون'' اور تذکرہ دُرفشاں انتہائی اہم ہیں۔تذکرہ دُرفشاں کی یہ پہلی قسط اس شمارے میں شامل کی گئی اور پھر طویل عرصے تک یہ قسط وار سہ ماہی ''اردو'' میں شائع ہوتا رہا۔

بقول مشفق خواجہ:

> یہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک منفرد کام ہے۔ اردو اور فارسی میں شعرا کے تقریباً ہر نوعیت کے تذکرے لکھے گئے ہیں۔بعض خصوصی ادوار کے حوالے ہیں اور بعض اصناف سخن کے تعلق سے۔یہ تذکرے ملکوں اور شہروں کی مناسب سے بھی لکھے گئے ہیں اور مختلف قوموں اور سماجی طبقوں کی رعایت سے بھی۔بعض تذکرے سے ایک ملک سے جا کر کسی دوسرے ملک میں آباد ہونے والے شعرا کے بارے میں ہیں اور بعض میں ایسے شعرا کا احوال ہے جو کسی ایک مرکزی شخصیت سے وابستہ تھے۔لیکن ایسا کوئی تذکرہ نہیں لکھا گیا جس میں تاریخ گو شاعروں کے تراجم ہوں۔ یہ کمی تذکرہ دُرفشاں سے پوری ہوتی ہے۔تذکرۂ دُرفشاں میں ایک ہزار شاعروں کے حالات اور اُن کی تاریخ گوئی کے نمونے پیش کیے گئے ہیں۔ یہ شاعر صرف پاک وہند ہی سے تعلق نہیں رکھتے۔ ایران وعرب کے شعرا کو بھی شامل تذکرہ کیا گیا ہے۔ بڑی تعداد برصغیر کے شعرا ہی کی ہے کیوں کہ تاریخ گوئی کا فن اسی خطے میں زیادہ تر مقبول رہا اور یہیں اس کے ارتقائی مراحل طے ہوئے ہیں۔

سہ ماہی ''اردو''، جنوری تا دسمبر ۱۹۹۹ء۔ اس شمارے میں داستانِ امیرحمزہ صاحبقراں کچھ اور باتیں''

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

عبدالغفار، ''تاریخ کا لسانی شعور'' ڈاکٹر اورنگ زیب عالم گیر، ''کبیر کا الف نامہ'' ڈاکٹر انصاراللہ، ''وہم کی غیر مطبوعہ مثنوی شادی'' ڈاکٹر اکبر حیدری، ''دائرہ شاہ اجمل اور فارسی شاعری'' اکمل اجملی کے مضامین شامل ہیں۔

سہ ماہی ''اردو''، جنوری تا دسمبر ۲۰۰۰ء۔ ''کلامِ اردو۔ محمد اشرف نوشاہی'' مرتبہ: ڈاکٹر عارف نوشاہی، ''دیوان اول ناسخ کا قدیم ترین مخطوطہ (نسخہ علی گڑھ)۔ ڈاکٹر اورنگ زیب عالم گیر'' مفتاح السرور عادل شاہی میں ادویۂ مفردہ کے نام بہ زبانِ ہندی'' ڈاکٹر محمد انصار اللہ کے مضامین شامل ہیں۔ ''مفتاح السرور عادل شاہی کا یہ نسخہ علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کی مولانا آزاد لائبریری کے حبیب گنج کلیکشن میں موجود تھا جس کے کُل اوراق کی تعداد ۴۲ تھی۔ مگر کوئی شخص اس نسخے کے اوراق کاٹ کر لے گیا جس پر مختلف نسخے لکھے ہوئے تھے۔

سہ ماہی ''اردو''، جنوری تا دسمبر ۲۰۰۱ء۔ اس شمارے میں قاموس تلمیحات'' پروفیسر نعیم الرحمان، ''داستانِ امیر حمزہ صاحب قرآں'' عبدالغفار، ''شیخ عبدالقدوس الکھداس'' ڈاکٹر محمد انصار اللہ اور ''مخطوطہ دیوان خانہ نسخہ آصفیہ'' ڈاکٹر اکبر حیدری کے مضامین شامل ہیں۔

سہ ماہی ''اردو''، جنوری تا دسمبر ۲۰۰۲ء۔ یہ رسالہ ''اردو شاعری میں خواتین کا حصہ'' پر مشتمل ہے جس کی مولفہ قدرت شبنم لودھی ہیں۔ پہلے باب میں ''ابتدا سے میر اور سودا تک''، دوسرا باب ''خواتین کی شاعری لکھنو اور دوسرے مراکز میں''، تیسرا باب ''دہلی کی شاعری کا دور دوم ۱۸۵۷ء تک''، چوتھا باب ''خواتین کی شاعری ۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء تک''، پانچواں باب ''خواتین کی شاعری ۱۹۱۴ء سے ۱۹۳۵ء تک'' پر مشتمل ہے۔

سہ ماہی ''اردو'' جنوری تا دسمبر ۲۰۰۳ء۔ یہ رسالہ بھی ''اردو شاعری میں خواتین کا حصہ'' کی دوسری اور آخری قسط ہے۔ اس شمارے میں چھٹا باب ''خواتین کی شاعری ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۷ء تک''، ساتواں باب ''خواتین کی شاعری ۱۹۴۷ء سے تادمِ تحریر'' پر مشتمل ہے۔

سہ ماہی ''اردو'' جنوری تا دسمبر ۲۰۰۴ء۔ یہ شمارہ عزیز احمد کی ناول نگاری پر ہے جس کی مقالہ نگار ڈاکٹر شمیم افزا قمر ہیں۔ اس مقالے کے پانچ ابواب ہیں اور کتابیات بھی شامل ہے۔ پہلا باب ''رودادِ حیات عزیز احمد''، دوسرا باب ''ادبی کارناموں کا عمومی جائزہ''، تیسرا باب ''ناول نگاری کا آغاز و ارتقا کا جائزہ''، باب چہارم ''عزیز احمد کے ناولوں کا تفصیلی مطالعہ''، باب پنجم ''اردو ناول نگاری میں عزیز احمد کا مقام'' شامل ہیں۔

سہ ماہی ''اردو'' جنوری تا دسمبر ۲۰۰۵ء۔ یہ پورا رسالہ ''تذکرۂ دُرفشاں'' کی قسط نہم پر مشتمل ہے۔

سہ ماہی ''اردو'' جنوری تا دسمبر ۲۰۰۶ء۔ یہ پورا رسالہ ''تذکرۂ دُرفشاں'' کی قسط دہم پر مشتمل ہے۔

سہ ماہی ''اردو'' جنوری تا دسمبر ۲۰۰۷ء۔ بابائے اردو نمبر ہے۔ جس کے مدیر اعلیٰ جمیل الدین عالی،

مدیر: اُمراؤ طارق اور معاون ادبی مختار اجمیری نے احمد برادرز ناظم آباد سے چھپوا کر انجمن ترقی اردو پاکستان، ڈی۔۱۵۹، بلاک ۷ گلشن اقبال سے شائع کیا۔ اس شمارے میں مولوی عبدالحق کا ''اردو کا پہلا اداریہ'' شامل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بابائے اردو کا مضمون ''غیر زبانوں کی قدیم وجدید اعلیٰ تصانیف کے ترجمے'' بھی شامل ہے۔ ''سید کے لاڈلے'' ڈاکٹر ابوالخیر کشفی، ''مقدماتِ عبدالحق پر مقدمہ'' ڈاکٹر عبادت بریلوی، ''بابائے اردو کے لسانی وتنقیدی اور تہذیبی تصورات'' ڈاکٹر حنیف فوق، ''مولوی عبدالحق بطور محقق'' ڈاکٹر سید معراج نیر، ''عاشق اردو'' ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی، ''اردو زبان کی نشوونما میں عبدالحق کا مرتبہ'' نسیم ریاض شامل ہیں۔ سید خورشید علی مہر تقوی جے پوری کا سلسلہ وار مضمون ''تذکرۂ دُرفشاں'' بھی اس میں شامل ہے۔

سہ ماہی ''اردو''، جنوری تا دسمبر ۲۰۰۸ء۔ اس شمارے کے مدیر اعلیٰ جمیل الدین عالی اور مدیر اُمراو طارق ہیں جب کہ ادیب سہیل کے بعد اب شہاب قدوائی (معاون ادبی) ہیں جنھوں نے یہ رسالہ احمد برادرز ناظم آباد کراچی سے چھپوا کر دفتر انجمن سے شائع کیا۔ اس رسالے میں ''جمیل الدین عالی کے ''حرفِ چند'' پر مقدمہ'' مشفق خواجہ، ''اردو کی تنقیدی روایت میں سید وقار عظیم کا مقام'' اصغر ندیم سید، ''کیا کتب خانہ اسکندریہ عربوں نے جلایا'' سید حسن برنی، ''مرزا داغ دہلوی کی مزاحمتی شاعری کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' پروفیسر محمد آصف قادری، ''ارتباطِ معانی'' اصغر ہاشمی، ''پروفیسر شیخ چاند حسین ناگوری ثم احمد نگری تمغہ پاکستان یافتہ کی حیات اور علمی وادبی خدمات'' ڈاکٹر نورالسعید اختر، ''انجمن پنجاب کے مشاعرے۔ ایک تحریک'' قدسیہ عبدالکریم، ''سرسید اور قدیم دہلی کالج'' اصغر عباس، ''فورٹ ولیم کالج کی داستانوں میں نسائی لب ولہجہ'' نزہت عباسی کے مضامین شامل ہیں۔

سہ ماہی ''اردو''، جنوری تا دسمبر ۲۰۰۹ء۔ اس رسالے ''اردو تنقید'' وقار احمد صدیقی، ''اوراقِ زیست بابائے اردو'' راقم الحروف، ''ناول نویسی اور اردو'' علی عباس حسینی، ''دخیل الفاظ کی پہچان'' اصغر ہاشمی کے مضامین شامل ہیں۔ اس رسالے کی مجلس ادارت میں آفتاب احمد خان، جمیل الدین عالی، اور حسن ظہیر ہیں، معاونین میں ڈاکٹر ممتاز احمد خان اور شہاب قدوائی ہیں۔

سہ ماہی ''اردو''، جنوری تا دسمبر ۲۰۱۰ء، جلد ۸۶، شمارہ ۴۔۱۔ اس رسالے میں ڈاکٹر سلطانہ بخش کا مضمون ''داستانی ادب کا ایک نادر مخطوطہ'' شامل ہے۔ یہ نادر نسخہ جسے ڈاکٹر جمیل جالبی نے دریافت کیا تھا ''قصہ رنگین گفتار'' ۱۲۲۶ھ۔ مطابق ۱۸۱۱ء ہے۔ یہ عظمت اللہ نیاز دہلوی کی تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ مزید مضامین میں ''جدید شعری مباحث'' پروفیسر عائشہ کفیل برنی، ''تدوین متن کے بنیادی مباحث'' ڈاکٹر شازیہ عنبرین، ''اردو کی کہانی'' راقم الحروف، ''تحقیق وتنقید: ایک تعارف'' ڈاکٹر ناصر رانا، ''میر تقی میر اور اہل نقد ونظر'' ذکیہ رانی،

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

''دلاور فگار کی شاعری میں طنز و مزاح'' احمد معاویہ صدیقی کے مضامین شامل ہیں۔ اس رسالے کی مجلس ادارت میں آفتاب احمد خان، جمیل الدین عالی اور سید اظفر رضوی تھے۔ اس رسالے کے معاونین ڈاکٹر ممتاز احمد خان اور شہاب قدوائی تھے۔

سہ ماہی ''اردو'' جنوری تا دسمبر ۲۰۱۱ء، جلد ۸۷، شمارہ: ۱۔۴۔ ''دبستانِ رام پور اور اردو تدوین متن کی روایت'' ڈاکٹر عظمت رباب، ''تاریخِ ادب اردو۔ وہاب اشرفی'' ڈاکٹر عائشہ سعید، ''ڈاکٹر قمقام جعفری ایک اہم محقق'' سیدہ پروین کاظمی، ''مغرب کے شعری اور ڈرامائی ادب میں رومانیت'' سلیم صدیقی، ''شیخ ایاز کی اردو شاعری'' ڈاکٹر نزہت عباسی، ''پاکستان میں بچوں کا ادب'' ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر کا ہے۔ اس رسالے کی مجلس ادارت میں آفتاب احمد خان، جمیل الدین عالی اور ڈاکٹر جاوید منظر شامل ہیں۔ ڈاکٹر جاوید منظر نگراں ادبی امور نے یہ رسالہ پرنٹ لنکس پریس برنس روڈ سے چھپوا کر انجمن کے دفتر سے شائع کیا۔

سہ ماہی ''اردو'' جنوری تا دسمبر ۲۰۱۲ء، جلد ۸۸، شمارہ: ۱۔۴۔ ''جمیل الدین عالی: موسیقی کے نئے سُر کی تلاش'' یہ مضمون انگریزی میں ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے لکھا تھا جسے قاضی محمد اختر جونا گڑھی نے ترجمہ کر کے اردو کے قالب میں ڈھالا۔ ''اردو رسم الخط کے مسائل۔ جدید تقاضے'' پروفیسر ڈاکٹر عطش درانی، ''میر و سودا کے مرثیے'' ڈاکٹر محمد رضا کاظمی، ''اردو زبان و ادب میں عیسائی خواتین کا حصہ'' ڈاکٹر پنکی جسٹن، ''دنیائے تصوف کا پہلا اردو ناول'' ڈاکٹر ذوالفقار علی دانش، ''ماہیا، ثلاثی اور ہائیکو کا عروضی و موضوعی تجزیہ'' آفتاب مضطر، ''مرزا فرحت اللہ بیگ کی خاکہ نگاری'' پروفیسر ڈاکٹر عدنان محمود صدیقی، ''ڈاکٹر فخر الحق نوری بطور راشد شناس'' صبا بتول رندھاوا، ''تحقیق کا تاریخ و تنقید سے تعلق و رابطہ'' عطیہ ہما صدیقی کے مضامین شامل ہیں۔

سہ ماہی ''اردو''، ۱۴۔۲۰۱۳ء، جلد ۸۹۔۹۰ کی مجلس ادارت میں ذوالقرنین جمیل، سحر انصاری، فاطمہ حسن، رؤف پاریکھ (مدیر)، اور رخسانہ صبا (معاون) ہیں۔ اس شمارے میں ''سید محی الدین قادری زور کا نظریہ آغازِ زبان اردو'' مرزا خلیل احمد بیگ، ''نسخۂ حمیدیہ دریافت، گم شدگی، بازیافت'' ظفر احمد صدیقی، ''مشاہیر کے غیر مطبوعہ خطوط امین زبیری کے نام'' محمد حمزہ فاروقی، ''اودھ اخبار اور تفتہ کی وفات کی تاریخیں'' ابرار عبدالسلام، ''تدوین کلیات میر کی ضرورت و اہمیت اور چند اکابرِ تحقیق و تنقید'' رفاقت علی شاہد، ''انیسویں صدی کی اردو لغت نویسی میں رجسٹر'' لیلیٰ عبدی خجستہ، ''اردو لغت بورڈ کی لغت: فہرستِ اغلاط'' شوکت سبزواری شامل ہیں۔

سہ ماہی ''اردو''، ۱۶۔۲۰۱۵ء، جلد: ۹۱۔۹۲ اس شمارے میں ''کئی چاند تھے سر آسماں کی وزیر خانم'' اطہر فاروقی، ''کثیر معنوی اردو تھیسارس'' عطش درانی، ''ایک کم یاب قصے فریب النسا کا متن'' عبدالرشید، ''چھا چھی

بولی: لسانی وادبی جائزہ'' ارشد محمود ناشاد، ''اردو میں صنعت تلمیح کی چند مثالیں'' خالد ندیم، ''خواتین فیضی اور مولانا شبلی نعمانی''، شمس بدایونی، ''اردو لغت بورڈ (کراچی) کی بائیس جلدی لغت'' محمد احسن خاں، ''تارڑ کے ناول ''بہاؤ'' میں شاعرانہ وسائل کا استعمال'' محمد عباس، ''گزشتہ دور کی اردو لغات میں عوام'' لیلیٰ عبدی خجستہ، ''اردو ادب کے جدید رجحانات اور شاعرات'' فاطمہ حسن۔ انگریزی میں فتح محمد ملک اور تحسین فراقی کے مضامین شامل ہیں۔

1. *The Mystic Ideology of Baba Farid*, Fathe Muhammad Malik.
2. *Shams & Rumi Commonalities and Distinctions*, Tehsin Firaqi.

ششش ماہی ''اردو'' جنوری تا جون ۲۰۱۷ء، جلد ۹۳، شمارہ:۱۔ اس رسالے میں ''ضلع علی گڑھ کی تعلیمی مردم شماری پر سرسید کا نایاب رسالہ'' سرسید احمد خان/اصغر عباس، ''مہروسالک اور زمیندار'' محمد حمزہ فاروقی، ''اردو قواعد نویسی کی روایت''، مرزا خلیل احمد بیگ، ''دیوانِ نسیم لکھنوی کا بنیادی نسخہ اور طرزِ کتابت'' رفاقت علی شاہد، ''حلاج کا تصورِ عشق اور سچل''، فاطمہ حسن، ''مسعود اشعر کے افسانوں میں سیاسی شعور'' تحسین بی بی۔ اس کے علاوہ فتح محمد ملک کا انگریزی میں مضمون ہے۔

Lal Shahbaz Qalandar and the Popular Image of Sainthood in Pakistan, Fathe Muhammad Malik.

ششش ماہی ''اردو''، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۷ء۔ جلد ۹۴، شمارہ:۲۔ اس شمارے میں ''تقابل ادیان، عیسائیت اور گارسیں دتاسی'' فیض الدین احمد، ''مشائخ سندھ کے مجموعہ ہائے مضامین کا جائزہ'' ذوالفقار دانش، ''اردو ناول اور کردار نگاری کے مباحث'' محمد عباس، ''فری میسن جمال الدین افغانی اور تحریکِ اتحادِ اسلامی'' خالد امین، ''لسان اور لسانیات: چند جدید پہلو'' روف پاریکھ۔ ''اشاریہ اردو (شمارہ ہائے ۱۷۔۲۰۱۱ء)'' تہمینہ عباس۔ فتح محمد ملک کا انگریزی مضمون:

Buleh Shah: Thought and Praxis, Fateh Muhammad Malik.

ششش ماہی ''اردو''، جنوری تا جون ۲۰۱۸ء۔ جلد ۹۴، شمارہ:۱۔ اس شمارے میں ''ساغر نظامی اور عزیز احمد کی ناشرین سے مکاتیب'' محمد حمزہ فاروقی، ''تحریکِ آزادی کے اصل قائد'' صغیر افراہیم، ''عالمی ادب کی چند طویل نظمیں: ایک تحقیقی وتنقیدی مطالعہ'' رخسانہ صبا، ''امیر خسرو اور سید حسن سنجری کا واقعۂ اسیری'' فیض الدین احمد، ''مشائخِ سندھ کی مکتوب نگاری: محرکات اور اسلوب'' ذوالفقار علی دانش، ''صحتِ املا کے اصول: ایک تجزیاتی مطالعہ'' انصار احمد شیخ، ''طلسمی حقیقت نگاری: ایک تعارف'' محمد عباس، ''اردو اور ہندی کے اشتراکات اور

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اختلافات'' خاورنواش/فوزیہ بتول،''ماہ نامہ ساقی کے اداریے اور شاہد احمد دہلوی'' شمائلہ شاد،''اشاریہ اردو (جلد ۹۴،شمارہ ۱،جنوری تا جون ۲۰۱۸ء)'' تہمینہ عباس۔

Shah Abdul-Latif Bhitai and the Call to Gallows, Fateh Muhammad Malik.

ششش ماہی ''اردو''، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۸ء، جلد ۹۴،شمارہ:۲۔''جوش کے چند نادر اور غیر مطبوعہ خطوط بنام سید سبطِ حسن'' ہلال نقوی،''قیامِ پاکستان سے قبل ابتدائی جماعتوں کا ایک اردو نصاب'' محمد سلیم خالد،''محسن کاکوروی کا ایک قصیدہ: ادبی محاسن اور صنائع بدائع'' محمد سرور الہدیٰ،''موضوعاتِ شبلی کا جواز، بہ اندازِ دگر'' خالد ندیم،''غالب اور قربان علی بیگ سالک'' مشتاق احمد تجاروی،''دیوندر ستیارتھی کی اردو افسانہ نگاری: ادبی و سماجی مطالعہ'' تہمینہ عباس،''پاکستانی زبانیں اور بولیاں: ایک بنیادی تعارف'' روف پاریکھ،''ضیاء القادری بدایونی کی نعتیہ لفظیات میں خمریہ عناصر'' عائشہ ناز/تنظیم الفردوس،''اشاریہ اردو (جلد ۹۴، شمارہ ۱، جنوری تا جون ۲۰۱۸ء)'' تہمینہ عباس۔

The Mystic Melodies of Sultan Bahu, Fateh Muhammad Malik.

ششش ماہی ''اردو''، جنوری تا جون ۲۰۱۹ء، جلد ۹۵۔شمارہ:۱ ''مکاتیبِ مشاہیر بنام رفیق خاور'' محمد حمزہ فاروقی،''جامعات میں اردو تحقیق مرتبہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی: تحقیق و تجزیہ'' ابرار عبدالسلام،''امام بخش صہبائی: حیات، آثار، ممات'' رخسانہ صبا،''شبلی اور سید احمد خان کے اختلافات'' خالد امین،''عنواناتِ کتب میں املائی اور قواعدی فروگذاشتیں'' انصار احمد شیخ،''انیسویں صدی میں علماے دین کی اردو سیرت نگاری'' شذرہ حسین،''اردو لغت (تاریخی اصول پر) کے اندراجات کی معنوی وضاحت'' امینہ بی بی،''اردو غزل پر کلیم الدین احمد کی تنقید'' علی احمد بیگ،''دکنیات کا ایک معتبر حوالہ: ڈاکٹر جمیل جالبی'' یوسف نون،''اشاریہ اردو (جلد ۹۴، شمارہ ۲، جون تا دسمبر ۲۰۱۸ء)'' تہمینہ عباس۔

Baba Nanak and Sufism, Fathe Muhammad Malik.

ششش ماہی ''اردو''، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۹ء، جلد ۹۵،شمارہ:۲ کے مندرجات ''منیر احمد شیخ کے چند غیر مطبوعہ خطوط''، ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد،''میر کی شاعرانہ عظمت اور 'بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مقصور'' بلقیس/ڈاکٹر ذوالقرنین احمد،''اردو لغت بورڈ کی 'اردو لغت (تاریخی اصول پر)' ابتدائی چار جلدوں کا تحقیقی، لغوی ولسانی جائزہ''، شہناز گل/ڈاکٹر تنظیم الفردوس،''اردو لغت کے جدید رجحانات: تحقیقی جائزہ'' ڈاکٹر صفیہ آفتاب،''معتوب (امراؤ طارق): ایک تانیثی مطالعہ'' ڈاکٹر عابدہ نسیم،''سید رفیق حسین کے افسانوی کردار'' محمد سرفراز،''اردو میں ناول

کی ابتدائی تنقید‘‘ محمد عباس، ’’قیام پاکستان سے قبل کراچی کا علمی و ادبی منظرنامہ (۱۹۴۷ء تک)‘‘ نیلوفر زمان/ڈاکٹر ذکیہ رانی، ’’دیوانِ درد: مرتبہ خلیل الرحمٰن داؤدی وڈاکٹر نسیم احمد: تجزیاتی مطالعہ‘‘ یوسف نون۔

جنوری ۲۰۲۰ء سے ششماہی مجلہ اردو کی ادارت راقم کے سپرد کی گئی۔ راقم نے ششماہی اردو جولائی تا دسمبر ۲۰۱۹ء کے مجلہ سے ادارت کا آغاز کیا۔

ششماہی ’’اردو‘‘، جنوری تا جون ۲۰۲۰ء۔ ’’فیض میر کا تجزیاتی وتنقیدی مطالعہ‘‘ ڈاکٹر ذکیہ رانی، ’’کمال احمد رضوی: ذہنی وفکری پس منظر‘‘، سرفراز حسین/ڈاکٹر شذرہ حسین، ’’فسادات کے اردو افسانوں پر ترقی پسند افسانہ نگاروں کے اثرات‘‘، ڈاکٹر سمیرا بشیر، ’’ڈاکٹر غلام مصطفی خان کی علمی وتحقیقی خدمات: ایک جائزہ‘‘، ڈاکٹر شکیل احمد خاں، ’’سراج اورنگ آبادی: حالات و افکار‘‘ عشرت شہنار، ’’اردو اور پاکستانی زبانوں کے ادب میں حب الوطنی کا شعور‘‘ ڈاکٹر عنبر فاطمہ عابدی، ’’آثار الصنادید کی تفہیم جدید‘‘ ڈاکٹر محمد فرقان سنبھلی، ’’کشور ناہید کا صنفی شعور: بحوالہ ’عورت خواب اور خاک کے درمیان‘‘‘، کاشف الرحمٰن شاہ، ’’اردو زبان اور میڈیا سائنس بحوالہ گلگت بلتستان‘‘ محمد حسن/ڈاکٹر یاسمین سلطانہ، ’’اردو سوانح اور خودنوشت پر پاکستانی کلچر کے اثرات کا جائزہ‘‘ محمد نوید اقبال، ’’اردو کی منظوم داستانیں: تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ‘‘ ڈاکٹر مہر محمد اعجاز صابر، ’’پاکستانی کلچر کی بازیافت میں احمد ندیم قاسمی کی افسانہ نگاری‘‘ ڈاکٹر مشتاق احمد/ڈاکٹر ذوالقرنین احمد، ’’اداریے تحقیقی مجلہ ’امتزاج‘‘‘ شمارہ ۱۔۴ (تجزیاتی مطالعہ)‘‘ ناہید خان۔

ششماہی ’’اردو‘‘، جولائی تا دسمبر ۲۰۲۰ء، جلد ۹۶، شمارہ: ۲۔ اس شمارے کے مندرجات یہ ہیں۔

”ماہنامہ ”نونہال“ اور اقبال: علامہ اقبال پر نونہال ادیبوں کی تحاریر: ایک تجزیہ (۱۹۵۳ – ۲۰۱۶)“، ثنا غوری، ڈاکٹر اوجِ کمال، ”شمس بریلوی کی تخلیقات کا ادبی مقام“: حمید اللہ ذوالقرنین/ ڈاکٹر تنظیم الفردوس، ”اختر رضا سلیمی کے ناولوں کا نوآبادیاتی تناظر“: خالد محمود سامٹیہ، ”اردو میں جاسوسی فکشن کی سوسالہ تاریخ: مختصر جائزہ“: شبنم امان، ڈاکٹر سمیرا بشیر، ”میر کا تصورِ فنا“: حافظہ عائشہ صدیقہ/ ڈاکٹر عطاء الرحمان میو، ”ڈاکٹر جمیل جالبی کے تحقیقی سروکار“: ڈاکٹر عبدالرزاق زیدی، ”مرزا خلیل احمد بیگ کی لسانی خدمات“: محمد عثمان بٹ، ”بلوچی عشقیہ داستانوں میں تصورِ شر“: عطیہ فیض بلوچ، ”پاکستانی اردو افسانے میں مولوی کا کردار (پنجابی دیہات کے تناظر میں)“: ڈاکٹر لیاقت علی/ ڈاکٹر عذرا پروین۔ ”اردو ناول ۱۱/ ۹ کے اثرات“: محمد سہیل اقبال، ”محمد علی صدیقی کی تنقید نگاری اور فکری جہات“: محمد شاکر، ”ادبی تحقیق میں مکتوبات کی موضوعاتی اہمیت“: محمد عامر سہیل، ”اردو میں محمد حسین آزاد شناسی کا تحقیق و تنقیدی جائزہ (مکمل کتب کی روشنی میں)“: محمد عثمان قمر/ ڈاکٹر سمیرا اعجاز۔

ششماہی ’’اردو‘‘، جنوری تا جون ۲۰۲۱ء، جلد ۹۷، شمارہ: ۱ کے مندرجات یہ ہیں:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

"مولانا روم اور اقبال کا تصورِ زماں": افشین شوکت/ ڈاکٹر صدف نقوی، "کشمیری رِشی شاعری کا منظوم اردو ترجمہ (رِشی نامہ از طاؤس بانہالی)" ڈاکٹر انیلہ سلیم۔ "گلزار کی شاعری میں ہجرت کا المیہ"، بشریٰ علم الدین/ ڈاکٹر طاہرہ اقبال، "ماضی پرستی یا خود فراریت؟: "سائے کی آواز" کی نفسیاتی تعبیر": ڈاکٹر امینہ بی بی۔ "مولانا محمد علی جوہر: برطانوی سامراج، سیاست، صحافت: شاعری اور آزادیٔ ہند کے تناظر میں": ڈاکٹر ثاقب ریاض، "شیراز دستی کے ناول "ساسا" کا تجزیاتی مطالعہ": ساجد اقبال، "جوش ملیح آبادی کے آزادی سے قبل سیاسی افکار کا عمرانی جائزہ": سید جعفر عسکری/ ڈاکٹر کنیز فاطمہ/ ڈاکٹر ہلال نقوی، "زاہدہ حنا کی افسانہ نگاری میں سیاسی و سماجی حقیقت نگاری": شازیہ عندلیب/ ڈاکٹر صدف نقوی، "دکنی شاعری میں واقعۂ معراج: طاہرہ بشیر/ ڈاکٹر زمرد کوثر، "اقبال کا فلسفۂ تمدن اور علم الاقتصاد کے باہمی روابط": ڈاکٹر عائشہ کفیل برنی، "اردو میں سلام نگاری کی تاریخ کا اجمالی جائزہ": ڈاکٹر عنبر فاطمہ عابدی، "فکشن میں حقیقت اور بیانِ حقیقت": ڈاکٹر قاسم یعقوب، "قطعہ نگاری میں محسن بھوپالی کا حصہ"، محمد سیف اللہ/ ڈاکٹر محمد یار گوندل، "علم الترجمہ میں نظریہ سازی کا تاریخی جائزہ": ڈاکٹر یاسمین سلطانہ/ سہیل محمود۔

ششماہی ''اردو''، جولائی تا دسمبر ۲۰۲۱ء جلد ۹۷۔ شمارہ: ۲ اشاعت کے مراحل میں ہے۔

اس کے علاوہ مجلّہ اردو کے دو اشاریوں کا بھی ذکر ضروری ہے کہ ایک سیّد سرفراز علی رضوی کا ۱۹۲۱ء تا ۱۹۶۲ء کا اشاریہ ہے جو انجمن ترقی اردو پاکستان سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا۔ دوسرا مصباح العثمان کا ۱۹۶۶ء تا ۱۹۹۸ء کا اشاریہ ہے جسے انجمن ترقی اردو نے سن ۲۰۰۲ء میں شائع کیا۔

حاضرینِ گرامی! مجلہ اردو نے سو برس کا سفر جس علمی و تحقیقی جہاز کے ذریعے طے کیا اُس کا نام بابائے اردو مولوی عبدالحق ہے۔ ہم سب اُن کے مقروض ہیں، یہ قرض اُسی صورت میں ادا کیا جا سکتا ہے کہ ہم اُن کے نقشِ قدم پر چلیں۔ جامعہ اردو بنانے سے کچھ نہیں ہوا۔ مکان مکین سے ہوتا ہے۔

مجلہ ''اردو'' کے اس صد سالہ سفر میں جس طرح اس رسالے نے اہل علم کی تخلیقات کو پیش کیا ہے واقعی یہ ایک اہم علمی و تحقیقی دستاویز ہے۔

آخر میں، مَیں آپ تمام شرکا کا ممنون ہوں اور خاص طور سے صدرِ انجمن ترقی اردو پاکستان، معتمدِ انجمن ترقی اردو پاکستان اور انجمن کے خازن کا کہ مجھے بالواسطہ یا بلا واسطہ اپنے علمی و تحقیقی اہداف میں شریک کیا۔

امید ہے کہ یہ سفر آئندہ آنے والی نسلیں بھی جاری رکھیں گی اور اسی طرح رسالہ ''اردو'' اپنے معیار اور تحقیقی رجحان کے ساتھ آگے بڑھے گا۔ ان شاء اللہ

(ش۔ ا)